نگہت عبداللہ

جسے کہا تھا

وہ بے حد جھنجلائی ہوئی بلکہ غصے میں بھی تھی جس کا اظہار وہ چیزیں پٹخ پٹخ کر کر رہی تھی۔ پھر بھی کسی طرح اس کے اندر کی کھولن کم نہیں ہو رہی تھی۔ حالانکہ کوئی نئی بات نہیں ہوئی تھی۔ گزشتہ چار سالوں سے یہی کچھ ہو رہا تھا کہ وہ باقاعدہ تیار ہو کر ڈرائنگ روم میں جاتی تو وہاں موجود خواتین اسے دیکھتے ہی
بنانے لگتی تھیں۔ جو اماں بھی ضرور محسوس کرتی
بھی اس کے تعارف کے ساتھ تعریف میں رطب اللسان ہو جاتیں۔

"یہ میری سب سے بڑی بیٹی ہے سوہنی ماشاءاللہ

مکمل ناول

انگریزی میں ایم اے کیا ہے۔ بہت ذہین ہے۔ گھر
داری میں بھی ماہر ہے۔ جس گھر جائے گی چار چاند لگا
دے گی۔" ابھی بھی لالہ نے یہی رٹے رٹائے جملے
بولے تھے جس پر ایک خاتون نے خاصے طنزیہ انداز
میں کہا تھا۔

"ماشاء اللہ۔" اور وہ نا سمجھ نہیں تھی فوراً وہاں
سے اٹھ کر اپنے کمرے میں آ گئی اور جوش کی طرح
پھنکارتے ہوئے غصہ بے جان چیزوں پر نکال رہی
تھی کہ شفق دروازے میں آ کھڑا ہوا۔

"ارے آ کم اِن۔" اس نے ہاتھ میں پکڑی موٹی
سی کتاب زور سے میز پر پٹخی پھر شفق کو دیکھ کر دھاڑی۔

"آ جاؤ۔"

"ارے۔" شفق اس کا چہرہ دیکھ کر ہنسنے لگا۔ "یہ
آپ نے کیا کیا ہے؟"

"کیا کیا ہے؟" وہ بھی ہنسی۔

"آئینے میں دیکھیں جا کر۔" شفق نے بمشکل ہنسی
روک کر کہا تو وہ اسے گھورتی ہوئی واش روم میں آ گئی
اور جب آئینے میں خود کو دیکھا تو رونے کو ہو گئی۔ خود
کو پسند کروانے کے لیے جو اس نے میک اپ کیا تھا
غصے کے باعث اس کی شکل کو خاصا مضحکہ خیز بنا رہا تھا۔

"بس یہ آخری بار تھا۔ اب کبھی میں خود کو تماشا
نہیں بناؤں گی۔" رگڑ رگڑ کر چہرہ دھوتے ہوئے وہ
بڑبڑاتی رہی پھر آئینے میں دیکھا تو آنکھیں سرخی
مائل ہو چکی تھیں۔

"کیا کمی ہے مجھ میں بس ایک رنگ ہی تو کالا ہے
[illegible] سکتا ہے۔
[illegible]
ایک عالم [illegible] گئی ہیں۔"
[illegible]
[illegible] ایک عالم
[illegible] جھٹک کر
واش روم سے نکل آئی۔ شفق سعادت مند بچوں کی
طرح رجسٹر کھولے بیٹھا تھا۔ وہ اپنی چیزیں کھینچ کر بیٹھی تو
شفق سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگا۔

"آپ رو رہی تھیں؟"

"نہیں کیوں؟" وہ اب سنبھل چکی تھی۔

"آپ کی آنکھیں سرخ ہو رہی ہیں۔"

"آنکھوں کی سرخی صرف رونے کو ظاہر نہیں
کرتی۔ کبھی کبھار بہت زیادہ خوشی ملنے سے بھی آنکھیں
سرخ ہو جاتی ہیں۔" اس نے بچکانہ انداز میں اسے
بہلانے کی کوشش کی۔

"اچھا ابھی کیا خوشی ملی ہے آپ کو؟" وہ بچہ تو
نہیں تھا۔

"بہنوں کی چھٹی ابھی نہیں۔" اس نے ٹالا۔

"میں سمجھ گیا۔ ابھی جو آپ کے لیے پرپوزل آیا
تھا وہ [illegible] ہے۔ یہی بات ہے نا۔ آپی بے
آپ خوش ہیں نا۔ کیونکہ یہ تو ابھی بہت زیادہ خوشی کی
بات ہے۔ میں آپ کی شادی میں خوب ہنگامہ [illegible]
کروں گا۔" شفق جوش میں آ گیا تھا۔

"بس۔ شٹ اپ!" وہ ایک دم چیخ پڑی۔ "تم
سلیبس پڑھنے آتے ہو پڑھو اور جاؤ اس سے ہٹ کر
تمہیں کسی بات کو سوچنے اور سمجھنے کی ضرورت نہیں
ہے انڈر اسٹینڈ۔"

"اس کا مطلب ہے بات نہیں بنی۔" شفق بجائے
خائف ہونے کے اس کے چڑنے سے سمجھ گیا۔

"ہاں نہیں بنی پھر۔" اس نے دانت پیسے۔ "اسے
کیا پتا چل جائے گی۔"

"پھر تو لعنت بھیجیں اور سمجھ لیں کہ وہ آپ کے
قابل ہی نہیں تھے۔ آپ کو وہی ملے گا جو آپ کے
قابل ہو گا اور وہ کوئی عام سا شخص نہیں ہو گا۔" شفق
نے پل میں اس کے غصے اور [illegible] کو ہوا کر دیا تھا
اور وہ حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"تم؟"

"ہاں میں۔ آپ کا اسٹوڈنٹ ضرور ہوں لیکن
زری کے بی کا پرچہ نہیں ہوں ایم اے کر رہا ہوں۔"

[illegible] نہیں ہوں گے۔
[illegible] بھی نہیں ہوں گے۔" وہ پھر چیخی۔
[illegible] تمہارا کیا مطلب ہے۔"

"[illegible] میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ
[illegible] آنکھیں [illegible] بے شک آپ میری
[illegible] نہیں ہوتی۔"
[illegible] اس نے بے چارگی کا مظاہرہ کیا پھر
[illegible]

"[illegible] کر کے مجھے کیا ملے گا؟"

"[illegible] مجھے منظور ہے۔" وہ ہر بات بولا تھا۔

"ہم [illegible] مجھے منظور ہو گے۔" اسے پھر ہنسی آ گئی۔
[illegible]

"ایک تو آپ کے ساتھ یہ بڑا مسئلہ ہے خود کو
[illegible] مجھ میں بھی کوئی برائی
[illegible] سمجھیں [illegible] آپ
[illegible] صرف انگریزی پڑھانے آتا ہوں۔ ٹھیک ہے
[illegible]

"[illegible] تو مجھے بھی کوئی شوق نہیں ہے تمہارے
ساتھ [illegible] کرنے کا۔" وہ کرسی دھکیل کر اٹھ کھڑی
ہوئی۔

"[illegible] ہوں گا تو میں ضرور اور اب پڑھنے نہیں
پڑھانے آیا ہوں گا۔" اس کی بات پر وہ چیخ پڑی۔

"کیا مطلب ہے تمہارا؟"

"وہ بھی سمجھو۔" وہ کہہ کر تیزی سے نکل گیا اور وہ
دانت پیستی رہ گئی۔

اور اسی رات لالہ اس کے پاس آ بیٹھیں۔ خاصا
عجیب سا انداز تھا اس کے کمرے کی ہر شے پر ان کی
نظریں جا رہی تھیں اور ایک صرف وہی نظر انداز ہو
رہی تھی۔

"کیا بات ہے لالہ! آپ کچھ پریشان ہیں؟" اس
نے الجھ کر پوچھا۔

"ہاں نہیں یہاں آ کر بیٹھو۔" لالہ نے اپنے
سامنے بیڈ پر ہاتھ مارا اس کی طرف دیکھا پھر بھی نہیں۔

"جی۔" وہ بیٹھ گئی۔

"کچھ مہمان آئی تھیں۔ شیریں کو پسند کر
گئی ہیں۔" [illegible] اور یہ بھی کوئی نئی
بات نہیں تھی۔ جب سے شیریں اس کے برابر کی
ہوئی تھی تب سے یہی ہو رہا تھا۔ لیکن لالہ نے اسے
کبھی نہیں بتایا تھا۔ خود ہی منع کر دیتیں اور بعد میں
یہی سنتی تھی کہ جب تک بڑی کی نہیں ہو جاتی
چھوٹیوں کا نہیں سوچیں گی۔

"پھر اب کیا بات ہے؟" وہ سوچنے لگی۔

"رشتہ اچھا ہے۔ اگر تم کہو تو شیریں کے لیے ہاں
بھر لوں۔" لالہ کی بے بسی پر اس کا دل رو اٹھا۔
بے اختیار ان کے ہاتھ تھام لیے۔

"آپ مجھ سے کیوں پوچھ رہی ہیں؟"

"اس لیے کہ پہلا حق تمہارا ہے۔"

"نہیں لالہ! یہ سب نصیب کی بات ہے۔ اگر
میرے نصیب میں یہ سب نہیں ہے تو آپ دوسری
بیٹیوں پر تو دروازے بند نہ کریں اگر رشتہ اچھا ہے تو
ضرور ہاں بھر لیں اور میں تو پہلے بھی کتنی بار آپ سے
کہہ چکی ہوں کہ میری وجہ سے باقیوں کو نہ بٹھائے
رکھیں۔ شیریں کے بعد زرین وہ بھی تو اب بڑی ہو گئی
ہے۔" اس نے صاف گوئی سے کہا پھر یک دم خوش ہو
کر بولی۔

"کتنا مزہ آئے گا۔ اب ہمارے گھر میں بھی ڈھولک
بجے گی۔ شادی کے گیت گائے جائیں گے۔ لالہ اب
تو آپ ساز بھی یاد ہیں کہ مجھے بڑا شوق ہے آپ کو
ساز بجاتے ہوئے دیکھنے کا۔"

"چل ہٹ۔" لالہ اس سے نظریں چرا کر اٹھ
کھڑی ہوئیں اور ابھی دروازے تک تھیں کہ وہ پکار
کر بولی۔

"لالہ! میں خوش ہوں۔"

"میں جانتی ہوں بیٹا!" اس تمام وقت میں لالہ
اب مسکرائی تھیں۔

* * *

UrduPhoto.com

"بے تکی کم ان۔" "تین دن کی غیر حاضری کے بعد وہ پھر آیا تھا اس نے سرتاپا اسے دیکھا پھر تیز تیز لہجے میں پوچھنے لگی۔

"کچھ پڑھنے آئے ہو یا جانے۔۔؟"

"پڑھنے۔" وہ انتہائی معصومیت سے بولا۔

"سوری۔ اب میرے پاس وقت نہیں ہے۔ تم کوئی اور انتظام کرلو۔" اس نے صاف جواب دے کر وارڈروب کھول لی۔

"ارے واہ اور انتظام کیسے کرلوں یہ آسان تھوڑی ہے۔" وہ اندر چلا آیا "میں تو بس تم سے پڑھوں گا۔"

"تم۔۔!" اس نے زور سے وارڈروب کا پٹ بند کیا۔ "تم نے مجھے تم کہا۔"

"ہاں تم ہی کہوں گا۔ آپ جناب میں بہت وقت ضائع کرلیا۔" وہ جانے کیا سوچ کر آیا تھا۔

"اور میں مزید تم پر وقت ضائع نہیں کرسکتی۔ تمہاری جگہ اگر کوئی اور ہوتا تو فرفر انگریزی بول رہا ہوتا تم ہو کہ ابھی تک ٹینسز میں گڑبڑ کردیتے ہو کوڑھ مغز کہیں کے۔"

"میں کوڑھ مغز نہیں ہوں۔ تم نے مجھ پر توجہ نہیں دی۔ بس سمجھ کر چلتے رلاتی رہیں۔"

"اچھا بابا معاف کرو۔ میرے پاس اب واقعی وقت نہیں ہے۔ بلکہ سیدھی بات یہ ہے کہ مجھے پڑھانا ہی نہیں آتا۔" اس نے ہاتھ جوڑ کر معذوری ظاہر کردی۔

"یہ کیا بات کررہی ہو تم انگریزی میں ماسٹر ہو وہ بھی پوزیشن ہولڈر، پھر میں نے خود تمہیں فرفر انگریزی بولتے ہوئے سنا ہے۔ وہ ایسا لگ رہا تھا جیسے منہ سے پھول جھڑ رہے ہوں گمان سے اگر کوئی انگریز سن لے تو فوراً اپنی غلامی لکھ دے۔" اس کے خوشامدانہ انداز [illegible]

[illegible]

"سوری خیر اب تو مجھے میرے نام سے پکارو۔"

"سوری۔ غلطی ہو گئی میڈم [illegible]

سوری ٹیچر! آئندہ سوری کہنے کی غلطی نہیں کروں گا۔ تم پلیز مجھ پر رحم کرو میرے کیریئر کا سوال ہے۔ انگریزی بولنا سکھا دو بالکل اپنی طرح فرفر سلیس۔ یہ احسان زندگی بھر نہیں بھولوں گا۔ سچ کہتا ہوں [illegible] گا تمہیں۔" وہ مسکین بن کر کہنے میں رقت بھی پیدا کر رہا تھا۔

"اچھا بس زیادہ ایکٹنگ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جاؤ کل سے آجانا۔" اس نے کہہ کر پھر وارڈروب کھول لی۔

"تھینک یو ٹیچر! لیکن ابھی کیوں نہیں اس [illegible] گھنٹہ۔"

"یا اللہ تم تو پیچھے ہی پڑ گئے ہو۔ چلو بیٹھو۔" جھنجلاتے ہوئے کچھ الجھی تو اس نے فوراً رجسٹر کھول لیا۔

"اس کی ضرورت نہیں ہے۔" اس نے رجسٹر کھینچ کر ایک طرف رکھ دیا پھر پوچھنے لگی۔ "تمہیں کون کون سی زبان آتی ہے؟"

"اردو، پنجابی اور کچھ کچھ سندھی بھی بول اور سمجھ لیتا ہوں۔" اس کے جتانے پر وہ فوراً پوچھنے لگی۔

"اور پشتو۔؟"

"نہیں پشتو بہت مشکل زبان ہے۔ اس کی تو میں ابجد سے بھی واقف نہیں ہوں۔"

"اس لیے واقف نہیں ہو کہ کسی پشتو زبان والے کے ساتھ تمہاری دوستی نہیں ہوئی اور باقی زبانیں تم اس لیے بول اور سمجھ لیتے ہو کہ ان لوگوں کے ساتھ اکثر تمہارا اٹھنا بیٹھنا ہوتا ہے اور کوئی بھی زبان صرف سیکھنے سے فرفر نہیں بولی جاسکتی۔ جب تک بولنے کی پریکٹس نہ ہو۔" وہ بہت سنجیدگی سے اسے سمجھا رہی تھی۔

"اسی لیے میں نے تم سے پہلے بھی کہا تھا اور اب پھر کہہ رہی ہوں کہ مجھ سے سیکھنے کے بجائے کسی

انسٹیٹیوٹ میں ایڈمیشن لے لو۔ وہاں دوسرے اسٹوڈنٹس کے ساتھ تمہیں بولنے کی پریکٹس ہوگی تو جلدی اس زبان پر عبور حاصل کرلو گے۔"

"سوری میں انسٹیٹیوٹ کی فیس افورڈ نہیں کر سکتا۔ میرے ابا مجھے جو خرچا بھجواتے ہیں اس سے میرا مہینہ مشکل سے گزرتا ہے۔" اس نے مجبوری بیان کی تو وہ اس کے لیے ہرگز قابل قبول نہیں تھی۔

"تم ابا سے خرچا منگواتے کیوں ہو خود کیوں نہیں کماتے؟"

"میں پڑھائی کروں یا کماؤں۔ تمہیں پتا ہے جاب والا آدمی صبح کا گیا رات میں گھر لوٹتا ہے پھر وہ پڑھائی کیسے کرسکتا ہے؟" اس کے پاس ہر بات کا جواب موجود تھا۔

"ٹیوشن تو پڑھا سکتے ہو۔" وہ بھی ہار ماننے والی نہیں تھی۔

"یہ کوشش کی تھی میں نے لیکن ہر ایک نے یہ کہا کہ میں لڑکوں کو اپنے گھر بلا کر پڑھاؤں اور میں تو خود کسی کے گھر میں رہتا ہوں۔ وہ لوگ تو مجھے بھی نکال باہر کریں گے پھر بولو میں کہاں جاؤں گا۔"

"جہنم میں۔" وہ چڑ کر بولی تھی۔

"توبہ کرو۔ اللہ کسی مسلمان کو جہنم کی ہوا بھی نہ لگنے دے آمین۔" اس نے باقاعدہ منہ پر ہاتھ پھیرے۔

"اچھا اب تم جاؤ مجھے تیاری کرنی ہے۔" وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"کہاں جارہی ہو۔؟" شانی نے فوراً پوچھا۔

"شرمین کی سسرال۔" اس نے بتایا تو وہ اچھل پڑا۔

"ہائیں! یہ شرمین کا سسرال کہاں سے آگیا میرا مطلب ہے تم سے پہلے...!"

"مجھ سے پہلے کیا مطلب!" اس نے قصداً انجان بن کر ٹوکا۔

"مطلب پہلے دنیا میں تم آئی ہو۔"

"تو اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ پہلے میری ہوں گی بھی میں۔" وہ اس کی بات کاٹ گئی تھی۔

"لاحول ولا کیسی فضول باتیں کرنے لگتی ہو۔ میں خالہ جان سے پوچھتا ہوں۔" وہ کہتا ہوا کمرے سے نکل گیا تو اس نے فوراً "بھڑ" کر کے دروازہ بند کردیا۔ پھر تیاری میں لگ گئی۔

اماں ابا کے ساتھ وہ بھی شرمین کی ہونے والی سسرال جارہی تھی۔ خاص طور سے لڑکا دیکھنے۔ فطری طور پر وہ تجسس تو تھی ہی ساتھ اندر کہیں یہ خیال بھی تھا کہ جس کے گھر والوں نے اسے ریجیکٹ کیا ہے وہ خود کیا ہے شہزادہ گلفام یا۔

اور وہ دیکھنے میں بے حد عام سا لڑکا تھا۔ اسے تھوڑی سی مایوسی ہوئی۔ پھر باقاعدہ اس کا انٹرویو کرنے بیٹھ گئی۔

"تمہارا نام۔۔؟"

"[illegible]۔"

"جاب کیا ہے؟"

"بینک منیجر۔"

"تم نے شرمین کو کہاں دیکھا۔؟" اس سوال پر وہ قدرے سٹپٹا گیا۔

"سوری میں نے ابھی نہیں دیکھا۔"

"واقعی!" اس نے قصداً حیرت کا مظاہرہ کیا تو وہ کندھے اچکا کر رہ گیا۔ پھر پوچھنے لگا۔

"آپ ان کی بڑی بہن ہیں۔"

"ہوں۔" وہ کیونکہ اسٹرا ہونٹوں میں دبا چکی تھی جب ہی ہوں کی آواز نکالی۔

"آپ کی شادی ہو گئی ہے۔؟" اس نے سیدھے سادے انداز میں پوچھا تھا جب ہی وہ بھی آرام سے بولی۔

"نہیں۔"

"کیوں۔۔؟" وہ پوچھ کے نادم سا ہو گیا۔ "سوری مجھے کیوں کا سوال نہیں اٹھانا چاہیے تھا۔"

"خاصے عقل مند ہو اور اس بات پر میں تمہیں

UrduPhoto.com

پورے پندرہ بار گن چکی ہوں۔" اس نے سر اٹھا کر کہا پھر پرس میں سے شرمین کی تصویر نکال کر اس کے سامنے کر دی۔

"شرمین ہے۔" وہ ایک نظر تصویر پر ڈال کر پھر اسے دیکھنے لگا تھا۔

"کیا ہوا؟" اسے ٹوکنا پڑا۔

"آپ سے بہت مختلف ہے۔" اس نے کہا تو وہ حیران ہوئی۔

"ارے تم نے ایک نظر میں کیسے موازنہ کر لیا؟"

مبل نے جواب نہیں دیا اس کے ہاتھ سے تصویر لے کر اپنی جیب میں رکھ لی تھی۔ اس کے بعد وہ بالکل خاموش ہو گئی تھی۔

✡ ✡ ✡

گھر میں شادی کی افراتفری شروع ہو گئی تھی اور شانی ہر کام میں پیش پیش تھا۔ باہر کے تو تقریباً سارے کام اس نے اپنے ذمے لے لیے تھے۔ اماں بھی صرف اسی پر بھروسہ کرتی تھیں۔ جانے کیا جادو کیا تھا اس نے اماں اور ابا پر بھی کہ ان کے سارے اصول دھرے رہ گئے تھے اور وہ علی الاعلان سارے گھر میں دندناتا پھرتا تھا۔ کسی وقت وہ ٹوکتی تو اماں الٹا شانی کی طرف داری کرنے لگتیں۔

"کیوں روکتی ہو بچے کو بے چارا اپنے گھر سے اتنی دور یہاں اکیلا رہتا ہے اور پھر تمہارا کیا لیتا ہے اتنا ہمارے کام ہی کر جاتا ہے۔"

پھر ایک دن اماں نے ہی اس سے کہا تھا کہ اگر پڑھائی میں مشکل ہوتی ہو تو سوہنی سے مدد لے لیا کرو۔ انگریزی میں ایم اے کیا ہے سوہنی نے فرفر انگریزی [illegible]

[illegible]

"تم ماسٹر لیول تک کیسے پہنچ گئے؟"

"رٹنے سے اور نقل سے۔" اس کی صاف گوئی [illegible] تنگ کر بولی۔

"تو آگے بھی اسی طرح کام چلاؤ۔"

"نہیں چل سکتا بہت سختی ہو گئی ہے۔ سنا ہے سارے کپڑے اتروا لیتے ہیں۔" وہ روانی میں بول رہا تھا۔

"اچھا بس زیادہ بکواس کرنے کی ضرورت نہیں۔ کل سے آ جانا۔" وہ ہرگز بھی اسے اہمیت دینے کو تیار نہیں تھی لیکن وہ اپنی جگہ بناتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ گھر کے معاملات میں بھی اماں اس سے مشورہ کرنے لگی تھیں۔ جس پر پہلے تو وہ بہت چڑتی تھی پھر رفتہ رفتہ عادی ہو گئی۔ ابھی بھی سارے گھر میں اس کی پکار ہو رہی تھی۔ خود اسے اپنے ذاتی کاموں کے لیے شانی کو پکارنا پڑ رہا تھا۔

"شانی! شانی! سنو تو۔" وہ اسے بازو سے کھینچتے ہوئے اپنے کمرے میں لے آئی اور بیڈ سے دوپٹہ اٹھا کر اسے تھماتے ہوئے بولی۔

"یہ دوپٹہ پکو کروا لاؤ۔"

"ابھی تو میں کھانے والے کے پاس جا رہا ہوں اور وہاں کوئی پکو وکو نہیں ہوتا ویسے بھی تم [illegible] پہنو تو اچھا ہے۔ بالکل سوٹ نہیں کرے گا تم پر۔"

"اچھا!" خلاف توقع وہ بجائے چڑنے کے خاموشی سے دوپٹہ تہہ کرنے لگی تو وہ جاتے جاتے رک گیا۔

"میں مذاق کر رہا تھا۔"

"تم کیا سمجھتے ہو میں اسے لپیٹ کر کسی کونے میں ڈال دوں گی۔ نہیں بلکہ پکو میں اسے ہی اوڑھوں گی۔"

اور ساری محفل میں اگر وہ [illegible] آخر میں اس نے جس انداز سے گردن جھٹکی تھی وہ حیران رہ گیا۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہو جاؤ تمہیں کھانے والے کے پاس جانا ہے۔" اس نے یاد دلایا تو وہ پلٹ کر چلا گیا تھا۔

اور وہ چلتے ہوئے تیاری میں لگ گئی۔ اسے اپنے بارے میں کوئی خوش فہمی نہیں تھی۔ پھر بھی جانے کیوں کبھی کبھی یوں لگتا جیسے اس ساری کائنات میں وہ واحد حسین لڑکی ہے اور کبھی اس کے بالکل برعکس ہو کر وہ خود کو انتہائی بدصورت لگتی۔ لیکن اس وقت اتفاق سے حسین ہونے کا احساس تھا جب ہی مہمانوں کے درمیان بہت پر اعتماد تھی اور اس وقت تو اس نے ذرا سی گردن بھی اکڑائی تھی جب کسی کو کہتے سنا تھا کہ "یہ دلہن کی بہن دلہن سے [illegible] اس کے ساتھ کیوں نہیں کی۔"

"ہاں یہ زیادہ خوب صورت ہے نا اس نے خود ریجیکٹ کر دیا ہو گا۔"

"کاش کبھی ایسا ہو۔" وہ سوچتے ہوئے آگے بڑھی تھی کہ شانی سامنے آیا اور سرگوشی میں بولا۔

"خدا کے لیے کسی کونے میں بیٹھ جاؤ ادھر سب لوگ پوچھ رہے ہیں یہ پگلی سی لڑکی کون ہے۔"

"اچھا!" وہ بجائے برا ماننے کے ہنس پڑی۔

"تم مذاق سمجھ رہی ہو۔" وہ جھنجلایا۔

"نہیں یقیناً تم ٹھیک کہہ رہے ہو گے لیکن مجھے اس کی پروا نہیں اور تم بھی پروا مت کرو۔ ویسے بھی وہ تمہیں تو کچھ نہیں کہہ رہے۔"

"مجھے کوئی کیا کہہ سکتا ہے۔" شانی نے اپنا کالر جھاڑ کر اپنی ہینڈسم پرسنالٹی کو جتایا تو یکدم اسے اپنی کم صورتی کا احساس ہوا۔ بے اختیار دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ چھونے لگی۔

"کیا ہوا کچھ گر گیا ہے کیا آئی مین جیولری؟" شانی نے بھی جھک کر پوچھا۔

"ہاں شاید۔" وہ کہہ کر تیزی سے پلٹی اور شامیانے سے نکل کر بھاگتے ہوئے اپنے کمرے میں بند ہو گئی۔ چند لمحے رک کر سانسیں ہموار کیں پھر آئینے کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔

"کیا ہوا ہے مجھے۔ سب کچھ ویسا ہی تو ہے۔ نہ بال خراب ہوئے نہ میک اپ پھر ایسا کیوں لگا جیسے میری شکل بگڑ گئی ہو۔"

اس نے ہر طرح سے خود کو دیکھا اطمینان کیا لیکن پھر بھی وہ اعتماد بحال نہیں ہوا اور اب رگڑ رگڑ کر چہرہ دھو ڈالا۔ اس کے بعد وہ دوبارہ شامیانے میں آئی اور خاموشی سے ایک کونے میں بیٹھ کر اسٹیج پر دولہا دلہن کو دیکھنے لگی۔

کل تک وہ دونوں انجانے تھے۔ نکاح کے دو بولوں نے پل میں صدیوں کی آشنائی بخش دی تھی۔ جہاں سرگوشی میں وقت گزر رہا تھا۔ شرمین ہنستی جا رہی تھی۔ وہ ان دونوں کو دیکھتے ہوئے کھو سی گئی۔ معاً اپنے چہرے پر کسی کی نظروں کی تپش محسوس کر کے وہ چونکی ضرور لیکن ادھر ادھر دیکھنے سے گریز کرتے ہوئے اٹھ کر اماں کے پاس آ گئی۔

"کہاں چلی گئی تھیں؟" اماں نے اسے دیکھتے ہی پوچھا اور اس سے پہلے کہ وہ جواب دیتی نرمین اس کے پاس بھاگ آئی۔

"آپی! چلیں نا مووی بنوا لیں۔" پھر اس کا چہرہ دیکھ کر چیخی۔

"آپ نے میک اپ کیوں اتار دیا۔"

"بس الجھن ہو رہی تھی۔" اس نے ہمیشہ والا جواب دیا۔

"آپ بھی عجیب ہیں۔ اتنی پیاری لگ رہی تھیں۔ بس اب بیٹھی رہیں تمہیں کوئی ضرورت نہیں مووی بنوانے کی۔" نرمین جھنجلاتے ہوئے واپس بھاگ گئی تو وہ بس کر اماں کو دیکھنے لگی۔

"کیوں اماں! میک اپ کے بغیر میں اچھی نہیں لگتی۔" اماں جواب دینے کے بجائے دوسری کسی خاتون کی طرف متوجہ ہو گئیں۔

وہ کچھ دیر جز بز ہوتی رہی پھر اٹھ کر اسٹیج پر آ گئی اور مووی کیمروں کی تیز روشنیوں کی زد میں آ کر وہ پھر خود کو حسین لگنے لگی اور اس احساس نے اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹوں کی کلیاں چٹکا دی تھیں۔

✡ ✡ ✡

شرمین رخصت ہوئی تو سارا ماحول سونا ہو گیا تھا۔

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

اماں شرمین کے ساتھ اندر جا رہی تھیں۔ ابا گیٹ پر شمائل کے ساتھ کھڑے اسے کچھ ہدایات دے رہے تھے اور وہ شامیانے میں اکیلی بیٹھی تھی۔ بالکل خالی الذہن۔ کوئی سوچ نہیں تھی پھر جانے کیا تھا کہ احساسات کو تیزی سے چھو کر اس کے دل کو عجب انداز سے ہولا گئی کہ وہ چونک کر ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ نصف شب کے بعد کی سرسراتی ہوا بکھری گلاب کی پتیوں سے اٹھکیلیاں کرتی پھر رہی تھی۔ وہ پورا دھیان لگا کر پتیوں کی سرگوشیاں سننے کی کوشش کرنے لگی جب ہی شمائل اس کے سر پر آن کھڑا ہوا۔

"تم یہاں کیوں بیٹھی ہو؟"

"تمہیں کوئی اعتراض ہے؟" وہ سر اونچا کر کے اسے دیکھنے لگی۔

"مجھے کرنا بھی کون ہوں اعتراض کرنے والا، وہ لوگ چھوڑ گئے ہیں۔"

"کیا انہیں...؟" اس نے گردن موڑ کر گیٹ کی طرف دیکھا اندر جا رہے تھے پھر اسے دیکھ کر بولی۔ "جاؤ کہہ دو ابا سے میرا ابھی یہاں سے اٹھنے کو دل نہیں چاہ رہا۔"

"[illegible] بھی میں بیٹھ جاتا ہوں پورے کو۔"

آخر وہ لفظ اس نے بیچتے ہوئے کہہ دیے تھے پھر بھی اس نے سن لیے لیکن قصداً "ان سنی" کر گئی کہ مگر اس وقت خاموشی اور سناٹے میں ہوا کی سرسراہٹیں اسے بھی لگ رہی تھیں۔ بڑا خواب ناک ماحول تھا جیسے [illegible] تھیں کہ اس کے چہرے اور کپڑوں پر جھلملا رہا تھا۔ وہ کرسی کی بیک پر ہاتھ رکھ کر اس سے تھوڑی دور بیٹھی تھی۔ شمائل اس پر سے نظریں ہٹانے کی کوشش میں ہلکان ہو رہا تھا جبکہ وہ اس کی موجودگی [illegible] احساس [illegible] لگی۔

اے دل بتا!

[illegible] ہے

اے دل بتا!

[illegible]

آنچل چپ ہے

بھید ہے حرف کن ہی کی

چادر سو گیا ہے

اے دل بتا!

اے دل بتا!

شمائل بہت ہو گیا تھا وہ اے دل بتا کی گردان کرتے کرتے خاموش ہو گئی پھر بھی سماعتیں جیسے منتظر تھیں۔ بلا تعطل فضا اس کی سرگوشیاں ہواؤں میں بکھیر رہی تھی۔

"سونی!" کتنی دیر بعد شمائل نے بہت احتیاط سے اسے پکارا تو وہ بنا حرکت کیے نظروں کا زاویہ بدل کر اسے دیکھنے لگی۔

"کیا سوچ رہی ہو...؟"

"کچھ نہیں۔"

"ایک بات پوچھوں...؟"

"ہوں..." دونوں طرف حد درجہ احتیاط کی جا رہی تھی ہو اور خاموشی بھی نہ ٹوٹے۔

"کیا تمہیں یہ احساس ہو رہا ہے کہ شرمین سے پہلے تمہاری شادی ہونی چاہیے تھی؟"

"نہیں۔" اس کے ایک لفظ نہیں میں یقین نہیں تھا جب ہی وہ الجھ گیا۔

"کیوں نہیں میرا مطلب ہے ہونا تو چاہیے یہ ایک فطری بات ہے۔"

"ہاں ہے تو فطری بات لیکن مجھے کچھ محسوس نہیں ہو رہا۔"

"پھر اس وقت تم کیا محسوس کر رہی ہو؟ مجھے لگ رہا ہے کوئی ایسی بات ہوئی ہے جس نے تمہارے احساسات کو چھو کر تمہیں اپنی گرفت میں لے لیا ہے اور تم اس گرفت سے آزاد نہیں ہونا چاہتیں۔" شمائل نے پوچھ کر اپنا خیال بھی ظاہر کیا تو وہ بے ساختہ مسکرا دی۔ پھر اسے دیکھ کر کہنے لگی۔

"ہاں شمائل ایسا ہی ہے [illegible] بیٹھی تھی۔ جب وہاں کھڑی تھی اور جب [illegible] دو شیزاؤں کی [illegible] میں بھی تو کوئی [illegible] مجھے اپنی نظروں کے حصار

میں لیے ہوئے تھا۔"

"کون ہے؟" شمائل کو اپنا دل ڈوبتا محسوس ہوا۔

"پتا نہیں۔" میں نے اسے دیکھنے کی کوشش ہی نہیں کی۔ شاید میں اس حصار سے نکلنا نہیں چاہتی تھی اور شاید میں اس کا طلسم بھی نہیں توڑنا چاہتی تھی۔" وہ کھو گئی تھی اچانک شمائل کے ہنسنے پر چونک کر اسے دیکھنے لگی۔

"کیا ہوا؟"

"بس اب تم بھی اپنا بستر سمیٹ لو کیونکہ میں ابا سے کہتا ہوں یہ شامیانے لگے رہنے دیں ہو سکتا ہے کل پرسوں تمہاری بارات آ جائے۔" شمائل نے چھیڑا تو اس نے بس نفی میں سر ہلا دیا۔ بولی کچھ نہیں پھر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"جا رہی ہو؟" شمائل نے فوراً پوچھا۔

"ہاں۔ اس سے پہلے کہ خوب صورتیاں ماند پڑ جائیں۔" اس نے چند ثانیے رک کر اپنی بات کو سوچا پھر پوچھنے لگی۔ "خوب صورتیاں ہمیشہ کیوں نہیں رہتیں؟"

"رہ سکتی ہیں۔" شمائل نے یونہی کہہ دیا تھا۔

"کیسے؟" وہ جاننے کو بے تاب ہوئی۔

"یہ راز اگر میں جان گیا تو پہلے خود اس پر عمل کر لوں گا پھر تمہیں بھی بتا دوں گا۔" شمائل کہہ کر خود ہی ہنسا تو وہ سر جھٹک کر اندر چلی گئی۔

☼ ☼ ☼

شرمین کی شادی کو ابھی ایک ہفتہ ہی ہوا تھا کہ اس کی سسرال کے جاننے والوں میں سے اس کے لیے پروپوزل آ گیا۔ شرمین نے فون پر اماں کو اطلاع دی تھی کہ عدیل کے کوئی جاننے والے سونی کے لیے آنا چاہتے ہیں اور جب اماں اسے بتا رہی تھیں تو ایک طویل عرصے بعد اس کا دل بے قابو ہوا تھا۔ کیونکہ ابھی تک وہ انجانی نظروں کے حصار سے نکلی نہیں تھی اور پہلا خیال ہی آیا تھا کہ یہ وہی ہو سکتا ہے۔ جو دل کو چھو کر اب گھر تک آ رہا ہے اور اس کے لیے تیاری میں

خاص اہتمام کی اس نے ضرورت محسوس نہیں کی کیونکہ اس کے خیال میں پسند تو وہ پہلے ہی کی جا چکی تھی۔ اس لیے شام میں اپنے سادہ سے انداز میں وہ چائے کی ٹرے لیے ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی تو اسے دیکھتے ہی ایک خاتون اماں سے پوچھنے لگیں۔

"یہ کون ہے؟"

"سونی میری بیٹی!" اماں نے انہیں بتایا تھا لیکن اسے لگا جیسے اماں اسے تسلی دے رہی ہوں۔ "سونی! میری بیٹی تو دل چھوٹا نہ کر۔"

"میرے خدا..." وہ ایک پل وہاں نہیں رک سکی۔ ٹرے ٹیبل پر رکھی اور پلٹ کر تیز قدموں سے اپنے کمرے میں آئی تو اس کی آنکھیں دھندلا رہی تھیں اور ایسا بھی ایک طویل عرصے بعد ہوا تھا ورنہ تو وہ ان باتوں کی عادی ہو چکی تھی۔ احساسات کو نئی زندگی دے کر پھر انہیں مجروح کرنے والا جانے کون تھا اور وہ جو کوئی بھی تھا اس نے اچھا نہیں کیا تھا۔ وہ ٹوٹے کانچ سمیٹتے ہوئے اندر سے لہو لہو ہو رہی تھی۔ شفاف آنکھوں نے بھی سرخ لبادہ اوڑھ لیا تھا۔

"یہ آگئی مہمان۔" دروازے میں شمائل نمودار ہوا تو اس نے آواز کی سمت دیکھا ضرور لیکن وہ اسے نظر نہیں آیا تھا۔

"ارے...!" شمائل فوراً اندر چلا آیا۔ "کیا ہوا تمہیں رو رہی ہو کیا۔ تمہاری آنکھیں... دیکھو اب مت کہہ دینا کہ بہت زیادہ خوشی ملنے سے بھی آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں۔ یہ خوشی ملنے کی سرخی نہیں ہے۔ میں پہچاننے لگا ہوں خوشی ملنے کی سرخی میں قوس قزح جھلکنے لگتی ہے اور اور...!"

"بس چپ ہو جاؤ۔" وہ اچانک چیخ پڑی۔ "میں خوشی مناؤں یا ماتم کروں تمہیں کیا۔ تم اپنی حد میں رہا کرو۔"

"حد! اگر تم مجھے میری حد بتا دو تو...؟" وہ ہاتھ باندھ کر بولا جس سے سلگ کر وہ رخ موڑ کر کہنے لگی۔

"اماں نے تمہیں بہت ڈھیل دے رکھی ہے۔ تم ان ہی کے آگے پیچھے پھرا کرو اور آئندہ میرے کمرے

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

ہم مت آنکھ اب تم جاسکتے ہو۔"

"اور وہ میری انگریزی۔" اس نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

"بھاڑ میں گئی انگریزی ہو گیٹ لاسٹ۔" "لاحول ولا" سے پچھلے والا کلیئر کر کے گھر واپس آیا تھا۔

پھر اگلے دو دن وہ اپنے کمرے تک محدود رہی اماں کیونکہ خود ہی اس کے حوالے میں بے بس تھیں۔ اس لیے اس کا سامنا کرنے سے کترا رہی تھیں۔ کیونکہ وہ کسی کو الزام نہیں دے رہی تھی لیکن اس کا بجھا بجھا چہرہ اماں سے دیکھا نہیں جا رہا تھا۔ جب وہ خود ہی نارمل ہو کر سامنے آئی تب اسے گلے بھی لگا رہی تھیں اور اگر ہیں تو شاید ابھی بھی تھی لیکن وہ اپنی پڑھائی میں مگن رہتی تھی یوں بھی سب بھول گئی۔ اس لیے اس کے سامنے کوئی حالات کھولا ہی نہیں جا رہا تھا۔ بہرحال اس وقت فون کی بیل اسے بہت ڈسٹرب کر رہی تھی۔ شرمین اور اماں جانے کہاں تھیں جو انہیں بیل سنائی نہیں دے رہی تھی۔ جبکہ دوسری طرف کوئی مستقل مزاج تھا یا بالکل فارغ۔ بالآخر اسے ہی اٹھانا پڑا قبضے تلے چار جانے انداز میں ریسیور اٹھا کر اسے پھر قرنی تکیہ سے ہیلو کہا تو دوسری طرف سے اس کے بالکل برعکس شیریں ہوئے تمیز بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"السلام علیکم۔"

"وعلیکم السلام۔" جواب دیتے ہوئے وہ سوچ اور کھوج میں پڑ گئی۔

"آپ سو رہی ہیں۔۔؟" دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"جی آپ کون۔۔؟" وہ الجھنے لگی۔

"آپ کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے تو میں خود کو بھول گیا ہوں۔ ویسے خاکسار کو بزدلی کہتے ہیں اور میں نے [illegible]

[illegible]

کہ یک لخت اسے دو دن پہلے کا رونگ نمبر یاد آگیا۔ جس پر [illegible]

"اب آپ کیا چاہتے ہیں۔۔؟"

"آپ۔۔" وہ حیران ہوا "کیا اس سے پہلے بھی میں نے کچھ چاہا ہے؟"

"اتنی جلدی بھول گئے۔ ابھی دو دن پہلے تو آپ کے گھر سے وہ خواتین گئی تھیں۔" "اس کے یاد دلانے پر وہ مزید حیران ہوا۔

"میرے گھر سے۔ سوری میں نے تو ابھی اپنے گھر میں آپ کا ذکر ہی نہیں کیا۔ کیونکہ میں پہلے خود آپ کو ڈھونڈنا چاہتا تھا اور آج بڑی مشکل سے آپ کا نمبر حاصل کر پایا ہوں۔"

"پھر۔۔" وہ اب اپنی جلد بازی پر خفیف ہو رہی تھی۔

"پھر یہ کہ اب آپ کہیں تو میں اپنے گھر والوں کو بھیج دوں۔" اس نے کہا تو وہ جزبز ہو گئی۔

"جی نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔"

"کیوں آپ کہیں انگیج ہیں؟" اس نے فوراً پوچھا۔

"میں انگیج ہوں یا نہیں۔ آپ کو سمجھ حال میں منع کر رہی ہوں۔" وہ اتنے تجربے کے زیر اثر تھی۔

"کوئی وجہ بھی تو ہو۔۔"

"میں آپ کو بتانا ضروری نہیں سمجھتی۔ خدا حافظ۔" وہ فون رکھتے ہی پیشانی میں گھر گئی تھی۔

"یہ میں نے کیا کیا؟ یہ تو وہی تھا جس کی نظروں کے حصار میں میں نے خود کو بے پناہ حسین محسوس کیا تھا اور صرف محسوس کرنے کی بات نہیں تھی۔ میں واقعی اس وقت کائنات کی سب سے حسین لڑکی تھی۔ جس کے دھانی آنچل پر دھنک کے سارے رنگ نثار ہو رہے تھے۔

"اب کیا کروں۔" وہ جھنجلائی پھر اس ای آئی پر نمبر دیکھ کر فوراً اپنے موبائل میں سیف کرنے بھاگی [illegible]

☼ ☼ ☼

اس نے بزدلی کا نمبر محفوظ تو کر لیا تھا لیکن خود سے اسے فون کرنے میں اپنی پوزیشن اکورڈ ہونے کے

خیال سے وہ وہ اس کا نمبر دیکھ کر رہ جاتی جو کہ اب از بر ہو چکا تھا اور اس کے فون کی شدت سے منتظر تھی پتا نہیں وہ اس کے جواب سے بالکل مایوس ہو گیا تھا یا اس کا نمبر آن کرنا تھا کہ ایک ہفتہ گزرنے کے بعد بھی دوبارہ فون نہیں کیا تھا۔ جبکہ اس کے کان فون کی بیل پر لگے رہتے تھے۔ ابھی بھی اس نے بیل سن کر اپنے ہی کمرے سے دوڑ لگائی تھی کہ دوسری طرف سے آتے شالی سے بڑی طرح ٹکرا گئی۔ فوراً پیچھے ہٹ کر اسے بے نقط سنانا چاہتی تھی لیکن شرمین اور عدیل کو آتے دیکھ کر فوری طور پر اس کی سمجھ میں نہیں آیا کیا کرے۔ فون اٹھائے شالی کو ڈانٹے یا بہن بہنوئی کے استقبال کو بڑھے۔ انتہائی بوکھلاہٹ میں باری باری تینوں کو دیکھ رہی تھی۔ تب شرمین خود ہی آ کر اس کے گلے لگ گئی۔

"دیکھی ہو بڑے دنوں بعد آئی ہیں۔" اس نے شکوہ کیا اور جواب کا انتظار کیے بغیر عدیل کی طرف متوجہ ہو کر اسے سلام کیا تو جواب میں اس نے صرف سر ہلایا جو اسے بہت ناگوار گزرا۔

"اماں کہاں ہیں؟" شرمین نے اس کے تیور بھانپ کر فوراً اپنی طرف متوجہ کر لیا کہ کہیں وہ عدیل کو ٹوکنے نہ کھڑی ہو جائے۔

"اندر ہیں چلی جاؤ۔" وہ کہہ کر اپنے کمرے میں آگئی اور وہیں سے شالی کو پکارا تو وہ دروازے سے جھانک کر پوچھنے لگا۔

"کیا بات ہے؟"

"اندر آؤ وہاں سے کیا جھانک رہے ہو۔" اس نے تیوری چڑھا کر کہا۔

"سوری! اسی دن تم نے اپنے کمرے میں آنے سے منع کیا تھا۔"

"میں نے منع کیا تھا اور میں ہی بلا رہی ہوں فوراً آؤ۔" اس نے مزید غصہ دکھایا تو وہ خائف ہونے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے اندر آگیا۔

"مجھے تم سے کچھ بات کرنا ہے۔ لیکن ابھی تو شرمین آگئی ہے کل فرصت سے آنا۔" اس نے کہا تو وہ ایک دم اکڑ گیا۔

"اب میرے پاس فرصت کہاں، میرے امتحان ہونے والے ہیں۔"

"اچھا چلو امتحانوں کے بعد آنا۔" وہ اسے دفع کر کے کچن میں آگئی اور چائے کا پانی رکھ کر بسکٹ سے بسکٹ وغیرہ نکال رہی تھی کہ شرمین وہیں آگئی۔

"کیا کر رہی ہو؟"

"ابھی تو چائے پھر کھانے کی تیاری کروں گی۔" وہ پلیٹ میں نمکو ڈالتے ہوئے بولی۔

"ہمارے لیے اہتمام نہ کرنا۔ ہم ابھی چلے جائیں گے۔" شرمین نے کہا تو وہ ہاتھ روک کر کہنے لگی۔

"یہ کیا بات ہوئی۔ مہمانوں کی طرح گھنٹے بھر کے لیے آئی ہو آج تو میں تمہیں جانے ہی نہیں دوں گی۔ یہیں رہنا دو چار دن۔"

"ارے نہیں میں رہ نہیں سکتی۔" شرمین فوراً بولی تھی۔

"کیوں۔۔؟"

"بس وہ عدیل۔۔ میرا مطلب ہے وہ میرے بغیر نہیں رہتے۔" شرمین اگر یہ بات شرما کر کہتی تو وہ محظوظ ہوتی لیکن اس کے گھبرائے انداز پر ٹھٹکی تھی۔

"پہلے بھی تو وہ تمہارے بغیر رہتا تھا۔ میں بات کرتی ہوں اس سے۔" وہ کہہ کر جانے لگی کہ شرمین نے اس کا بازو تھام لیا۔

"نہیں سوہنی! تم اس سے بات نہ کرو۔"

"تو پھر تم بتاؤ اصل بات کیا ہے؟" وہ جاننے پر مصر ہو گئی تو شرمین نظریں چرا کر کہنے لگی۔

"عدیل کو شالی کا یہاں آنا جانا پسند نہیں ہے۔ کہتے ہیں تمہارے گھر کا ماحول اچھا نہیں ہے۔ جس کا دل چاہتا ہے منہ اٹھائے چلا آتا ہے۔ اس لیے وہ مجھے یہاں زیادہ دیر رکنے نہیں دیتے۔"

"ہا۔۔!" اس نے گہری سانس کھینچی۔ "تو یہ ذہنیت ہے عدیل کی تمہارا شوہر نہ ہوتا تو ابھی منہ توڑ دیتی۔ چہ چہ اب تو بندہ اس کا کچھ بگاڑ بھی نہیں سکتا۔ خیر تم اس بات کو زیادہ محسوس مت کرو۔" آہستہ آہستہ

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

ٹھیک ہو جائے گا۔" وہ پھر اسے تسلی بھی دینے لگی۔

"ہاں میں بھی اسی لیے یہاں آنے پر زیادہ اصرار نہیں کر رہی لیکن دیکھو تم اماں سے کچھ مت کہنا خوامخواہ پریشان ہوں گی۔"

"ابھی تو تم پریشان ہو رہی ہو۔ چلو یہ چائے لے جاؤ۔" اس نے ٹرے اٹھا کر شرمین کو تھما دی۔

"کیوں تم نہیں آ رہیں؟"

"مجھے یہیں رہنے دو ورنہ عدیل کے سامنے میرے منہ سے کچھ نکل گیا تو تمہیں مشکل ہو گی۔" اس کی بات سنتے ہی شرمین فوراً کچن سے نکل گئی تب وہ اس پر ہنسنے لگی تھی اور پھر اس کے جانے کے بعد ہی کچن سے نکل کر آئی تو اماں اس پر برس پڑیں۔

"یہ کیا طریقہ ہے؟ آخر بہن بہنوئی کے پاس نہیں بیٹھ سکتی تھیں کیا سوچ رہا ہو گا عدیل کہ اس کا وہاں گھڑی کا آنا تمہیں اچھا نہیں لگتا۔ گھر جا کر شرمین پر تو ضرور چڑھے گا۔"

اس نے ساری باتیں خاموشی سے سن لیں پر ایک لفظ نہیں بولی تب اماں بڑبڑاتے ہوئے اندر چلی گئیں۔

"پتا نہیں میں بھی کسی بے ایمان دکاندار کے ترازو کی طرح ہوتی ہیں۔ دونوں پلڑے برابر نہیں رہتے کبھی ادھر جھکا تو کبھی ادھر۔" آزردگی سے سوچتے ہوئے اپنے کمرے میں آئی تھی کہ فون کی بیل پر فوراً واپس پلٹ کر ریسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو!"

"السلام علیکم!" یزدانی تھا۔

"آپ..." دھڑکنوں کے شور سے پریشان ہو کر وہ اس قدر کہہ سکی۔

"سوری میں نے بہت روکا خود کو لیکن میں رہ نہ سکا۔ آپ نے شاید یقین نہیں کیا تھا [illegible] پوچھ رہا تھا۔"

[illegible]

"ٹھیک ہے اس کا مطلب ہے میں آپ کو فون کر [illegible]"

"ہاں لیکن روزانہ نہیں [illegible] بھول گئی تھی۔"

"جیسے آپ کہیں گی ویسے آپ کو انتظار تھا؟"

میں میرے فون کا اس کا خوب صورت لہجہ [illegible] جھٹلایا نہیں جا سکتا تھا اور سچ بول کر وہ خود کو بے وقعت نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"تھا بھی اور نہیں بھی۔"

"ارے یہ کیا بات ہوئی۔" وہ ذرا سا ہنسا تھا۔

"آپ خود بھی سمجھیں۔"

"چلیں پھر میں سمجھنے کے بعد فون کروں گا ایسے مت اگر آپ کا سیل نمبر ہو تو..."

"جی ہاں!" اس نے اپنا سیل نمبر لکھوا کر فون رکھ دیا اور نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا کر اندر سے پھوٹنے والی کھلکھلاہٹیں روکتے ہوئے کمرے میں بند ہو گئی تھی۔

☆ ☆ ☆

اس نے شالی کو ہم راز بنانے کا سوچ کر اسے بلایا تو اور جب وہ سامنے آ کھڑا ہوا تو پھر کشمکش میں پڑ گئی۔ کبھی اسے دیکھتی کبھی خود سے الجھنے لگتی۔

"تمہیں پریشانی کیا ہے؟" آخر شالی نے ٹوک دیا۔

"وہی تو بتانا چاہتی ہوں لیکن..."

"لیکن ویکن چھوڑو بس بتا ڈالو۔ اگر رازداری کی بات ہے تب بھی پہلے وعدہ کر لیتا ہوں کہ کسی سے نہیں کہوں گا۔" وہ کہتے ہوئے کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا پھر اس پر نظریں جما کر بولا۔ "چلو شروع ہو جاؤ۔"

"کیا شروع ہو جاؤں کوئی لمبی چوڑی داستان نہیں ہے۔ بس اتنی سی بات ہے کہ یزدانی کا فون آیا تھا۔" وہ اسی کے انداز میں جلدی جلدی بول کر آخر میں نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا گئی جبکہ وہ اچھل پڑا تھا۔

"کیا۔ یہ یزدانی کون ہے؟"

"وہی ہے..." وہ آواز دبا کر کہنے لگی۔ "وہ جو شرمین کی شادی میں میں نے تمہیں بتایا تھا کہ مسلسل مجھے دیکھ رہا تھا۔"

"لیکن تم نے تو اسے نہیں دیکھا تھا۔" شالی نے فوراً یاد دلایا۔

"ہاں نہیں دیکھا تھا۔ ابھی بھی نہیں دیکھا۔" وہ جھنجلائی۔

"پھر تمہیں کیسے پتا چلا کہ اسی کا فون تھا؟"

"اس کی باتوں سے اور خود اس نے اعتراف بھی کیا ہے کہ عدیل کی شادی میں وہ سارا وقت مجھے دیکھتا رہا تھا۔"

"کیوں اسے اور کوئی کام نہیں تھا۔" وہ جس قدر معصومیت سے بولا اسی قدر سلگ گئی تھی۔

"دیکھو اگر تم مذاق کے موڈ میں ہو تو فوراً چلے جاؤ ورنہ میں تمہاری ہڈی پسلی ایک کر دوں گی۔"

"نہیں میں بہت سنجیدہ ہوں۔" وہ ایک دم سیدھا ہو گیا۔ "اور یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اب تم کیا چاہتی ہو؟"

"یہی تو میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ اس کے ساتھ کیا رویہ کروں۔ پہلی بار اس کا فون آیا تو میں تلخ ہو گئی تھی جس پر بعد میں پچھتاوا ہوا جب ہی دوسری بار..." وہ خاموش ہو گئی۔

"کافی اچھی ہو گی اور اپنے گزشتہ رویے کی معافی مانگ کر اسے مزید پیش رفت پر اکسایا ہو گا۔" شالی نے بظاہر سنجیدگی سے اس کی بات پوری کی تو وہ جز بز ہو کر بولی۔

"نہیں خیر معافی تو نہیں مانگی تھی۔"

"اچھا چلو اس بات کو چھوڑو اور یہ بتاؤ وہ تمہیں کیسا لگا؟"

"میں نے اسے دیکھا کہاں ہے۔"

"میں دیکھنے کے حوالے سے نہیں بات چیت کے حوالے سے پوچھ رہا ہوں۔ چھچھورا تو نہیں ہے۔" شالی کی وضاحت پر وہ یک لخت اس گمبھیر لہجے کے سحر میں کھو گئی۔

"نہیں شالی آواز، لہجے، باتوں سے وہ بہت سلجھا ہوا لگتا ہے۔ اور پڑھا لکھا بھی اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ وہ مجھے دیکھ چکا ہے۔"

"یعنی اس کی طرف سے ریجیکٹ ہونے کا خوف نہیں رہا۔" شالی نے اس کی آخری بات کو معنی پہنائے پھر ہنسی میں سر ہلاتے ہوئے کہنے لگا۔ "نہیں کوئی ضرورت نہیں کسی ایسے شخص سے ریجیکٹ ہونے کی جسے تم نے دیکھا نہیں جانتیں نہیں، پتا نہیں کون ہے کیسا ہے تمہارے قابل ہے بھی کہ نہیں۔"

"تو میں کس قابل ہوں؟" وہ روہانسے لہجے میں بولی۔

"کیوں کیا کمی ہے تم میں اول تو تمہاری صورت شکل کوئی ایسی بری گزری نہیں ہے اور اگر ہوتی تب بھی اس میں تمہارا قصور نہ ہوتا کیونکہ صورت شکل اللہ کی دین ہے۔ انسان کی اصل خوب صورتی اس کے اندر ہوتی ہے۔ آئینہ دیکھنے کے بجائے اپنے اندر جھانکا کرو۔ اگر تمہارے دل کا آئینہ شفاف ہے تو پھر سمجھو کہ تم دنیا کی سب سے خوب صورت لڑکی ہو۔" شالی نے اچھا خاصا لیکچر دے ڈالا پھر بھی وہ مایوسی سے بولی۔

"میرے سمجھنے سے کیا ہوتا ہے۔"

"ساری بات ہی خود کو سمجھنے کی ہے اور تم نے خود کو غیر اہم جان کر اپنے آپ کو اس بات پر تیار کر لیا ہے کہ جو ایرا غیرا نتھو خیرا تمہارا ہاتھ مانگے گا تم خوشی سے تیار ہو جاؤ گی۔ چچ چچ ایسا تو جاہل گنوار لڑکیاں نہیں سوچتیں وہ بھی راجے مہاراجوں کے خواب دیکھتی ہیں اور تم ایم اے پاس کیا تمہارا کوئی خواب نہیں کوئی آئیڈیل نہیں۔"

"نہیں کیونکہ میں بہت کم عمری سے ریجیکٹ ہونے لگی تھی۔ پتا ہے جب میں ساتویں کلاس میں پڑھتی تھی تب میں نے تائی جی کو کسی سے یہ کہتے سنا تھا کہ سوہنی تو واجبی شکل و صورت کی ہے البتہ شرمین بڑی ہو کر بہت خوب صورت نکلے گی اور اسے میں اپنی بہو بناؤں گی۔ پھر بڑی چھوٹی خالہ بھی شرمین پر ہی مہربان رہیں۔ مجھے تو کسی نے کچھ سمجھا ہی نہیں۔ اس لیے میں خود اپنی نظروں میں بھی غیر اہم ہوتی گئی اور پھر خواب سجاتی بھی تو کس کے، کبھی کسی نے انجانے میں بھی کوئی دل کو چھو لینے والی بات نہیں کی تھی اور اب اچانک ایک شخص آیا ہے تو تم..."

وہ سر جھکا کر بول رہی تھی۔ پلکیں اٹھا کر شاکی نظروں سے شالی کو دیکھا تو وہ گڑبڑا گیا۔

UrduPhoto.com

"گھر چھوڑ دیں۔" شرمین نے بتایا تو اس نے حیرت اور خوشی کا اظہار کیا۔

"ارے یہ تو اچھی بات ہے۔ مجھے تم سے بہت ساری باتیں کرنی ہیں۔"

"کر لینا پہلے عدیل سے تو ہیلو ہائے کر لو۔" شرمین نے اسے دھکیلا اماں کے کمرے میں عدیل جانے کو تیار کھڑا تھا۔ اس نے سلام کیا اور بیٹھنے کو کہا تو وہ ٹائم دیکھ کر بولا۔

"ابھی آفس جانا ہے۔ پھر شام میں آؤں گا۔"

"آتے ہی جانے کی جلدی مت مچانا۔ رات کا کھانا کھا کر جانا اور تمہیں جو پسند ہو وہی بتاؤ۔ میں بنا دوں گی۔" اس نے کہا تو اماں اس کی تاکید کرنے لگیں۔

"ہاں بیٹا! تکلف کی ضرورت نہیں ہے۔"

"نہیں بس جو آپ بنائیں گی کھالوں گا اچھا شرمین!" آخر میں وہ شرمین کو جانے کا اشارہ دے کر چلا گیا تو اماں کو اسی وقت سے رات کے کھانے کی فکر ہو گئی۔

"آپ سامان منگوالیں میں پکا دوں گی چلو شرمین!" وہ اماں سے کہہ کر شرمین کو کھینچتے ہوئے دوبارہ اپنے کمرے میں آ گئی اور اسے اپنے ساتھ بٹھا کر پوچھنے لگی۔

"تمہارے سسرال میں یزدانی کون ہے؟"

"یزدانی!" شرمین سوچ میں پڑ گئی۔ پھر اسے دیکھ کر نفی میں سر ہلایا تو وہ زور دے کر بولی۔

"بھئی تمہاری شادی میں آیا تھا بارات کے ساتھ۔ عدیل کا کوئی ننھیالی ددھیالی کزن یا اس کا کوئی دوست۔"

"کزنز میں تو کوئی نہیں ہے۔ دوستوں میں ہو تو مجھے نہیں پتا۔ آخر بات کیا ہے؟" شرمین نے الجھ کر پوچھا۔

"بات یہ ہے کہ تمہاری شادی میں یزدانی نے مجھے دیکھا تھا اور اس کے بعد سے...." اس نے ساری تفصیل بتا ڈالی تو شرمین پھر سے سوچنے لگی۔

"تم عدیل سے معلوم کرو ہو سکتا ہے اس کا کوئی دوست ہو بلکہ یہ تو میں یزدانی سے بھی پوچھ سکتی ہوں۔

تم عدیل سے اس کا پورا بائیو ڈیٹا معلوم کرو اور یہ کہ دیکھنے میں وہ کیسا ہے؟" اس نے کہا تو شرمین معذرت کرتے ہوئے کہنے لگی۔

"سوری۔ میں عدیل سے اس سلسلے میں بات نہیں کر سکتی۔ کیونکہ پہلے تو وہ مجھ سے پوچھیں گے کہ تم یزدانی کو کیسے جانتی ہو اور میں لاکھ قسمیں کھاؤں تب بھی وہ یقین نہیں کریں گے۔"

"یار! ایسا بے اعتبار بندہ ہے۔" وہ چڑ کر بولی تھی۔

"اب ہے تو کیا کروں اس کی اماں بہنیں تک اس کی اس عادت سے پریشان رہتی ہیں۔ ہر بات کی ٹوہ کون آیا کون گیا۔ پتا ہے ابھی جب میں یہاں سے جاؤں گی تو ایک ایک بات کرید کر پوچھیں گے۔"

"توبہ زہر لگتے ہیں مجھے ایسے مرد۔" وہ بے اختیار بولی لیکن جب شرمین کا چہرہ دیکھا تو نادم سی ہو گئی۔

"سوری میں عدیل کو کچھ نہیں کہہ رہی۔ ویسے بھی اور معاملات میں تو وہ بہت اچھا ہے۔ تم سے محبت کرتا ہے اور یہی بات ہے محبت ہی میں شک زیادہ ہوتا ہے۔"

"اچھا اب تم مجھے بہلاؤ مت۔ میں خود سب سمجھتی ہوں۔" شرمین کے ٹوکنے پر وہ ہنس پڑی۔ تب ہی شالی دروازے سے جھانک کر بولا۔

"بڑے دانت نکل رہے ہیں۔"

"تمہارے امتحان ہو گئے۔" اس نے فوراً پوچھا۔

"ہاں، آج میں آزاد ہو گیا ہوں۔" وہ جیسے ہی اندر آیا شرمین اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ارے تم بھی آئی ہو کیسی ہو؟ اور تمہارے میاں صاحب کہاں ہیں؟" وہ شرمین سے مخاطب تھا لیکن وہ سوہنی کو دیکھتے ہوئے کمرے سے نکل گئی۔

"ہیں! اسے کیا ہوا ناراض ہے کیا لیکن میں نے کیا کیا ہے۔ میں تو جب سے اس کی شادی ہوئی ہے...."

"اوفوہ! تم خاموش نہیں رہ سکتے۔" وہ جھنجھلا گئی۔

"ارے میں تو سمجھا تھا میری اتنے دنوں کی غیر حاضری سے تم پریشان ہو گئی ہو گی۔ بات کرنے کو ترس رہی ہو گی جب ہی میں پیپر ختم ہوتے ہی سیدھا یہاں چلا آیا۔ کیونکہ مجھے احساس تھا کہ...."

"سوری میرا مقصد تمہیں اس شخص سے بدظن کرنا نہیں ہے۔ میں تمہیں صرف یہ سمجھانا چاہ رہا ہوں کہ پہلے تم اس کے بارے میں معلوم کرو۔ وہ کون ہے کیا کرتا ہے اور کہیں صرف وقت گزاری کے لیے تو تمہیں فون نہیں کر رہا جیسا کہ آج کل فارغ لوگوں کا مشغلہ ہے۔ میری بات سمجھ رہی ہو نا؟" اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بے اختیار اس کے سینے سے گہری سانس خارج ہوئی تھی۔

"مایوسی کی آہیں بھرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے یقین ہے تمہارے لیے ایک شہزادہ آئے گا۔ اونچا لمبا، ہینڈسم، بالکل میرے جیسا۔" وہ پھر اپنے مخصوص موڈ میں آ گیا تو وہ سر جھٹک کر بولی۔

"اگر تمہارے جیسا ہوا تو اسے میں خود ریجیکٹ کر دوں گی۔"

"اچھی بات ہے۔ اب مجھے اجازت دو۔ چار دن بعد میرے امتحان شروع ہو رہے ہیں اور پلیز اس دوران مجھے ڈسٹرب مت کرنا اوکے خدا حافظ۔" وہ ہاتھ ہلاتے ہوئے چلا گیا۔

"عجیب پاگل لڑکا ہے۔ ویسے کہہ تو ٹھیک رہا تھا کہ پہلے مجھے معلوم کر لینا چاہیے یزدانی کون ہے کیا کرتا ہے۔ کہیں فلرٹ تو نہیں۔" وہ شالی کی قائل ہو رہی تھی۔

☼ ☼ ☼

اس کی زندگی میں خوب صورت موڑ آ گیا تھا۔ دوپہر تک کے سارے کام خوشی خوشی نمٹاتی پھر اپنا موبائل لے کر بیٹھ جاتی ٹھیک دو بجے یزدانی کا فون آ جاتا اور وہ چھوٹتے ہی پوچھتا۔

"انتظار کر رہی تھیں نا؟"

"ہاں....!" وہ اب اعتراف کرتے ہوئے جھجکتی نہیں تھی۔

"مجھے یقین تھا پھر بھی جانے کیوں ڈر سا رہتا ہے۔" یزدانی نے کہا تو وہ فوراً پوچھنے لگی۔

"کیسا ڈر؟"

"کہ پتا نہیں آپ میرا فون اٹینڈ کریں گی یا نہیں۔" اس کے خدشے پر وہ بے ساختہ مسکرائی۔

"چلیں میں آپ کا یہ ڈر دور کر دیتی ہوں یعنی پہلے میں آپ کو مس بیل دے کر آپ کے یقین پر مہر ثبت کر دوں گی کہ میں آپ کے فون کا انتظار کر رہی ہوں۔"

"یہ ٹھیک ہے۔" وہ خوش ہو گیا۔ "اور ہاں اس مخصوص وقت کے علاوہ بھی آپ جب چاہیں مجھے کال دے سکتی ہیں۔"

"ہاں رات بہت دیر تک مجھے نیند نہیں آئی تو میں یہی سوچتی رہی کہ آپ کو فون کروں۔" اس نے اعتراف کر لیا کہ وہ بھی یہی چاہ رہی تھی۔

"تو کرتیں نا میں خود آج کل نیند کو ترس رہا ہوں اور ایک بات کہوں۔"

"کہیے۔"

"میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔ پلیز انکار مت کیجیے گا۔" اس نے کہہ کر منت بھی کی۔

"انکار تو نہیں کر رہی لیکن سوچ کر بتاؤں گی۔" وہ ابھی بھی سوچ کر بولی تھی۔

"اچھی بات ہے...."

"خدا حافظ....!" وہ سیل دراز میں رکھ کر پلٹی تو دروازے میں شرمین کو دیکھ کر یونہی مسکرا دی۔

"کس سے بات کر رہی تھیں؟" شرمین نے اندر آتے ہوئے پوچھا۔

"ایک دوست ہے تم کب آئیں؟" اس نے سرسری انداز اختیار کیا۔

"کچھ دیر ہوئی اماں کے پاس بیٹھی تھی۔ عدیل بھی وہیں ہیں چلو اماں تمہیں بلا رہی ہیں۔"

"ہاں چلو پچھلی بار اماں ڈانٹ رہی تھیں کہ میں بہن بہنوئی کے پاس کیوں نہیں بیٹھی ویسے آج تم لوگ اس وقت کیسے آ گئے میرا مطلب ہے ابھی دوپہر بھی نہیں ڈھلی۔" وہ چلتے چلتے رک کر پوچھنے لگی۔

"وہ عدیل اتفاق سے دوپہر کے کھانے پر گھر آ گئے تھے۔ پھر واپس جانے لگے تو میں نے کہا مجھے اماں کے

UrduPhoto.com

"خدا کے لیے شانی! ابھی تم جاؤ کل آنا۔" وہ اسے دھکیلتے ہوئے دروازے تک لے گئی تھی اور ایسا اس نے شرمین کی وجہ سے کیا تھا۔ ورنہ وہ خود واقعی اس کی منتظر تھی۔ ایک تو اس کے آنے جانے سے گھر میں کچھ ہلچل کا احساس ہوتا تھا۔ دوسرے وہ اس کے ساتھ یزدانی کی باتیں کرنا چاہتی تھی۔ شرمین نے تو صاف جواب دے دیا تھا کہ وہ اس سلسلے میں عدیل سے کچھ معلوم نہیں کر سکتی تو اب اسے شانی ہی سے مدد لینا تھی۔ جب ہی اگلے دن جب وہ آیا تو پہلے اس کے لیے چائے بنا کر لے آئی جس پر وہ فوراً ٹھٹھک کر بولا۔

"کام بتاؤ۔۔۔"

"کیا کام۔۔۔" وہ اچھلی تھی۔

"جس کے لیے پہلے چائے پلائی جا رہی ہے۔" اس کے مشکوک انداز پر وہ اندر سے سلگ گئی۔

"سنو کسی خوش فہمی میں مت رہو میں نے خاص تمہارے لیے چائے نہیں بنائی خود پینے کا موڈ تھا تو تمہیں بھی دے دی۔"

"شکریہ نوازش مہربانی!" اس نے چائے کا بڑا سا گھونٹ بھرا۔ "کچھ کڑوی کڑوی لگ رہی ہے۔"

"کیونکہ میں نے بنائی ہے۔" وہ جل کر بولی تھی۔

"پھر تو نمکین ہونی چاہیے تھی۔" وہ مسکرایا پھر بقیہ چائے حلق میں انڈیل کر پوچھنے لگا۔ "اور کتنے رشتے آئے؟"

"اب تو ایک ہی آئے گا اور وہ آخری ہو گا۔" وہ اب اسے چڑا کر مسکرائی تھی۔

"کون۔۔۔؟"

"یزدانی۔۔۔!"

"[illegible] بھول ہی گیا تھا کہاں تک بات پہنچی؟" وہ فوراً [illegible] ہو گیا۔

"[illegible] شانی!" وہ سارا جھگڑا بھول کر بتانے لگی۔ "روزانہ بات ہوتی ہے اور اب تو وہ ملنے پر [illegible] کوئی حرج نہیں ہے۔"

"کوئی حرج نہیں، تم ماشاء اللہ پڑھی لکھی [illegible] لڑکی ہو۔ تم سے کسی حماقت کا خدشہ نہیں ہو [illegible]۔" وہ معصومیت سے بولا اور وہ پھڑک گئی۔

"حماقت سے تمہارا کیا مطلب ہے؟"

"مطلب وطلب چھوڑو یہ بتاؤ کب کہاں ملنا ہے۔" وہ فوراً اسے اصل بات پر لے آیا۔

"یہ ابھی طے نہیں ہوا بلکہ ابھی میں نے ملنے کی ہامی بھری ہی نہیں ہے۔"

"کیوں میرا مطلب ہے اب تو بازی تمہارے ہاتھ میں ہے۔ پسند آئے تو ٹھیک ورنہ ریجیکٹ کر کے آجانا۔" اس کی بات پر وہ کچھ بے دھیانی میں اسے دیکھنے لگی۔

"ایسے کیوں دیکھ رہی ہو۔ میں نے کچھ غلط کہا؟" شانی نے ٹوکا تو وہ نظریں چرا گئی۔

"نہیں۔"

"پھر کیا مسئلہ ہے؟" وہ اس کے نظریں چرانے سے الجھا تھا۔

"وہی پرانا لیکن اب ریجیکٹ ہونے کا نہیں ریجیکٹ کرنے کا خوف ہے۔" وہ اپنی صاف گوئی پر خود حیران تھی۔

"اس کا مطلب ہے تم نے اپنے ذہن میں اس کا خاکہ بنا لیا ہے۔" وہ سوچ میں پڑ گیا پھر اسے دیکھ کر پوچھنے لگا۔ "کیسا ہے یونانی دیوتاؤں جیسا؟"

"نہیں ایسا تو کوئی بت نہیں تراشا میں نے بس ٹھیک ٹھاک نہ بہت حسین نہ کم رو۔" وہ کھوئے ہوئے انداز میں بولی تھی۔

"نہ بہت حسین نہ کم رو یعنی مجھ جیسا۔" شانی نے سینے پر بازو لپیٹ کر کہا تو وہ اسے دیکھنے لگی۔ پھر دل ہی دل میں اس کی وجاہت کی معترف ہو کر اسی صاف گوئی سے بولی تھی۔

"نہیں تم سے کم۔"

"اور اگر وہ مجھ سے زیادہ یا مجھ جیسا ہوا تو۔۔۔؟"

"تو سوچنا پڑے گا۔" وہ قصداً مسکرائی تھی۔

fly®
ڈریس ڈیزا
آپکے لباس کو آرام دہ
اسی لئے ہم نے بٹر فلا
سے ڈیزائن کرایا ہے
جنھوں نے بٹر فلائی
کہ یہ استعمال میں انتہ
ونگ والے بٹر فلا
ابزارب جیل بھی ا
ایک ہی نیپکن بھر
trust...

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

"پاگل ہو تم۔" وہ جھنجلا گیا۔ "خوامخواہ کے خوف پال رکھے ہیں۔ بس اب جو بھی ہے' جیسا بھی ہے' مقدر کا لکھا سمجھ کر قبول کرو۔"

"جناب ابھی میں دعا کرنے جا رہی تھی۔ لیکن تم ہی نے مجھے میرا احساس دلایا اور اب پھر کہہ رہے ہو میرا نصیبا قبول کر لوں نہیں اب یہ ممکن نہیں ہے اب تو جو بھی آئے گا اسے میں اپنے معیار پر پرکھوں گی۔ سمجھے تم۔"

"بالکل سمجھ گیا۔ جنگلی بلی!" وہ اسے چڑا کر بھاگا تھا۔

☆ ☆ ☆

وہ عجیب الجھن میں تھی۔ کوئی فیصلہ نہیں کر پا رہی تھی کہ کیا اسے بیروائی سے ملنا چاہیے یا نہیں جو کہ زیادہ اصرار نہیں کر رہا تھا لیکن اپنی محبت کا اظہار کر کے اسے بے چین کر لیتا تھا کہ نہ چاہتے ہوئے بھی وہ خواب سجانے لگی تھی۔ اسی وقت بھی سب سو چکے تھے ایک وہی جاگ رہی تھی۔ کتنی دیر بیروائی کے دلنشیں لہجے اور دلفریب باتوں میں کھوئی رہی پھر تکیے کے پاس سے اپنا موبائل اٹھا کر سوچنے لگی۔

اس نے کہا تھا کہ وہ بھی نیند کو ترستا ہے۔ گویا اسے یاد کرتا ہے۔

اور ابھی کیا وہ بھی جاگ رہا ہوگا۔ اس نے موبائل آن کر کے پہلے ٹائم دیکھا پھر اس کا نمبر پش کر دیا اور دھڑکتے دل سے انتظار کرنے لگی۔

کتنی دیر بعد اس کی نیند میں ڈوبی آواز سنائی دی۔

"کون ہے یار' صبح بات کرنا۔" اس کے بعد وہ جانے کیا کہہ رہا تھا۔ اسی کی سماعتیں سن ہو گئیں اور آنکھوں میں سجے خواب قطرہ قطرہ کناروں سے چھلک [illegible] کھٹکا دیا اور اٹھ کر کمرے سے نکل آئی۔

[illegible] اس کا اندر جل رہا تھا۔ کتنی دیر تک یونہی برآمدے کے ٹھنڈے فرش پر ادھر سے ادھر چکراتی رہی پھر وہ تخت پوش پر لیٹ گئی تھی۔

صبح اماں نے اسے جھنجوڑ ڈالا پھر بھی اسے آنکھیں کھولنے میں وقت ہوئی۔ ان کا ہاتھ تھام کر پوچھنے لگی۔

"کیا ہوا ہے؟"

"یہاں کب آ سوئیں اور تمہیں رات میں نیند نہیں آئی۔ چلو اندر جاؤ بلکہ اب سونا کیا ہے اٹھ جاؤ صبح ہو گئی۔" اماں نے اس کا ہاتھ کھینچ کر اٹھا دیا۔

"میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ اب مت اٹھائیے گا۔" وہ کہہ کر اپنے کمرے میں آ کر سو گئی۔ لیکن اب بے خبری کی نیند نہیں تھی۔ جب ہی کوئی احساس کچوکے لگا رہا تھا جیسے کچھ اچھا نہیں ہوا۔

اچانک ہی ہوا اس کا ذہن یک لخت بیدار ہوا تھا۔

"ہاں اچھا ہوا جو میں جان گئی ورنہ جانے کب تک بے وقوف بنتی۔ لیکن میں اسے نہیں بتاؤں گی دیکھتی ہوں کہاں تک جاتا ہے۔"

"آپی چائے!" نرمین نے آ کر اس کی سوچوں کو منتشر کر دیا۔

"آج یہ مہربانی کس لیے؟" اس نے اٹھ کر چائے کا کپ لیتے ہوئے پوچھا۔

"اماں بتا رہی ہیں رات آپ برآمدے میں سو گئی تھیں اور انہوں نے ہی آپ کے لیے چائے بھیجی ہے۔ میں تو کالج جا رہی ہوں۔ خدا حافظ۔" نرمین اپنی بات ختم کر کے چلی بھی گئی۔

"میں برآمدے میں سو گئی تھی۔" رات کی باتیں سوچتے ہوئے اس کے اندر پھر اتھل پتھل ہونے لگی۔ بڑی مشکل سے اس نے خود پر قابو پایا پھر خالی کپ اٹھا کر کمرے سے نکل آئی۔

"آپ بیٹھیں اماں ناشتا میں بناؤں گی۔"

"ایک بس تم ہی رہ گئی ہو۔" اماں کہتے ہوئے کچن سے نکل گئیں۔

"ہاں ایک بس میں ہی رہ گئی ہوں۔"

اس نے اپنے انداز سے سوچا پھر پہلے برتن دھوئے

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

اس کے بعد سلائس گرم کر کے چائے کا پانی رکھ رہی تھی کہ آنگن سے شانی کی آواز آنے لگی تو وہ اس ایک لمحہ کو ادھر متوجہ ہوئی۔ پھر سر جھٹک کر اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔

چائے بنا کر وہیں کھڑے کھڑے ناشتا کیا اس کے بعد وہی روز مرہ کے کام جھاڑ پونچھ' کپڑوں کی دھلائی ساتھ ساتھ دوپہر کے کھانے کی تیاری اور ٹھیک دو بجے بیروائی کا فون آیا تو خود پر بہت جبر کر کے اس نے سیل کان سے لگایا تھا۔

"ہیلو!"

"کیسی ہیں آپ؟" وہی ہمیشہ والا انداز تھا۔

اس نے بھی خود کو ہشاش بشاش ظاہر کیا۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں۔"

"رات آپ نے فون کیا تھا؟" وہ کسی طرح بھی اپنے لہجے کی بے چینی نہیں چھپا سکا۔ جس سے وہ سمجھ گئی کہ وہ صبح سے ہی ایک بات جاننے کو بے چین ہے پھر بھی سہولت سے جھوٹ بول گئی۔

"نہیں تو۔"

"میرے سیل پر آپ کا نمبر ہے اور ریسیو میں بھی جس کا مطلب ہے میں نے نیند میں بھی آپ کا فون ریسیو کیا تھا۔" اس نے کہا تو وہ ہنس کر بولی۔

"اچھا لیکن میں نے تو آپ کو فون نہیں کیا۔ شاید نیند میں بٹن دب گیا ہو گا' بہرحال آئی ایم سوری کہ آپ ڈسٹرب ہوئے آئندہ میں موبائل سرہانے رکھ کر نہیں سوؤں گی۔"

"ارے یہ آپ کیسی غیروں جیسی باتیں کر رہی ہیں۔ افسوس تو مجھے ہو رہا ہے کہ میں اس وقت بیدار کیوں نہیں ہوا۔ رات کے اس پہر جب ساری دنیا سوتی ہے تب آپ سے باتیں کرنا کتنا اچھا لگتا ہے نا!" وہ اسے گرفت میں لے کر تصدیق چاہ رہا تھا۔

"ہوں۔۔۔!" ہونٹ بھینچے ہوئے آپ ہی آپ ہوں کی آواز نکلی تھی اور وہ خوش ہو گیا۔

"آج میں خود آپ کو فون کروں گا' رات کے اسی پہر۔"

"اچھی بات ہے۔" اس نے کہہ کر سلسلہ منقطع کر دیا اور اسے گالیاں دیتے ہوئے کمرے سے نکلی تو سامنے شانی کو آتے دیکھ کر خوامخواہ اس پر بگڑ گئی۔

"یہ تم کیا جب چاہے منہ اٹھائے چلے آتے ہو۔"

"چلا جاؤں؟" وہ جہاں تھا وہیں رک گیا۔

"میرے کہنے سے چلے جاؤ گے؟"

"تم کہہ کر تو دیکھو۔" وہ جانے کیسے اتنا معصوم بن جاتا تھا۔

"تو جاؤ اور آئندہ کبھی مت آنا۔" اس نے کہا تو وہ ایک ہی جست میں اس کے قریب آ گیا۔

"اگر صرف جاؤ کہتی تو واقعی چلا جاتا لیکن کبھی نہ آنے والی بات تو میں مان ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ اس گھر سے لگتا ہے میرا جنم جنم کا رشتہ ہے۔ اب پوچھو کیسے؟"

"شٹ اپ۔۔۔" وہ سر جھٹک کر واپس کمرے میں آ گئی اور جانتی تھی کہ وہ پیچھے آئے گا' جب ہی فوراً موبائل اٹھا کر اس میں مصروف ہو گئی۔

"بیروائی کو فون کر رہی ہو؟" وہ پیچھے آ کر پوچھنے لگا۔

"کسی کو بھی کروں' تمہیں کیا؟" وہ دھاڑی۔

"ہاں مجھے کیا' میں تو یوں بھی چند دنوں کا مہمان ہوں۔" اس کے آہ بھرنے پر وہ متوجہ ہوئی۔

"کیا مطلب۔۔۔؟"

"امتحان ختم ہو گئے ہیں۔ سوچ رہا ہوں واپس اپنے گاؤں چلا جاؤں کیونکہ یہاں نوکری تو ملنے کی نہیں بغیر سفارش کے اور میرے پاس سفارش بھی نہیں ہے پھر خوامخواہ نوکری کی تلاش میں خوار ہونے سے کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ میں ابا کے ساتھ کھیتوں میں ہل چلاؤں۔" وہ اپنی بات پوری ہونے سے پہلے دوسرے کو کچھ بولنے کا موقع ہی نہیں دیتا تھا۔

"بہت بہتر ہے اور یہ کام تم نے پہلے ہی کیوں نہیں کر لیا ایم ایس سی کرنے کی کیا ضرورت تھی؟" وہ اپنے تفکر کو دبانے کی سعی میں رک رک کر بولی تھی۔

"تو ایم ایس سی میں نے اپنے لیے تھوڑی کیا ہے۔"

آنے والی نسل کے لیے کیا ہے۔" وہ فوراً بولا۔
"کیا مطلب؟" وہ بالکل نہیں سمجھی۔
"مطلب یہ کہ جب میرے ایم ایس سی پاس بچے ہو جائیں گے تو پھر اس اسٹیج کو پہنچتے لوگ کمائیں گے۔ ان کے ہاں ایم ایس سی بچے پیدا ہوں گے۔ ہاہاہا!" وہ کہہ کر خود ہی زور زور سے ہنسنے لگا۔ جبکہ وہ بس ضبط کیے اسے گھورے جا رہی تھی۔

پھر کتنے ہی بہت سارے دن گزر گئے۔ وہ اب بھی بند ہی رہ گئی۔ زمین سے اٹھا کر کچھ نہ کچھ کرنے کی خاطر جاب کرنے کا سوچنے لگی تھی۔ اس کے لیے روز اخبار دیکھتی۔ ایک دو جگہ اپلائی بھی کر دیا۔ اس کے بعد اماں کو بتایا تو وہ مخالفت کرنے لگیں۔
"کیا ضرورت ہے۔ کوئی کمی تھوڑی ہے اللہ کا شکر ہے سب پورا ہو جاتا ہے۔"
"پورا ہو جاتا ہے اور بھلے سے بچ جاتا ہو۔ مجھے اس سے کوئی غرض نہیں۔ میں کچھ کرنا چاہتی ہوں۔ پڑھا لکھا کچھ تو کام آئے۔" اس کے ناراض انداز پر اماں نرم پڑ گئیں۔
"تو بیٹا گھر میں بچوں کو ٹیوشن پڑھا لو۔"
"نہیں۔ یہ درد سری ہے۔ چند دنوں میں بچوں کے شور سے آپ بھی اکتا جائیں گی اور زمین الگ خراب ہو گی۔ نہیں میں بس جاب کروں گی۔"
اس کی ضد دیکھتے ہوئے اماں خاموش ہو رہیں۔ شاید اس لیے کہ اس نے پہلے کبھی یوں ضد نہیں کی تھی۔

* * *

[illegible] فراغت ہی ہوتی [illegible] آتے ہی [illegible] تعریف کرتی [illegible] تعریف اس کی [illegible] لے کر گھر آئی تھی۔ [illegible] کے ساتھ بیٹھا شانی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"ہائیں! بغیر جوتیاں چٹخائے کیسے کسی کی سفارش لے کر گئی تھیں۔"
"مجھے کسی سفارش کی ضرورت نہیں۔ میں اے لیول [illegible] انگلش فر فر انگریزی بول سکتی ہوں اور آج کل کسی کو کچھ آتا ہو یا نہ آتا ہو انگریزی ضرور آنی چاہیے۔ جو تمہیں نہیں آتی۔ اس لیے تم جاب ڈھونڈنے سے کترا کر ہل چلانے جا رہے ہو۔" وہ اسی کے انداز میں روانی سے بولتی چلی گئی تھی۔
"تو اس میں برائی کیا ہے؟"
"برائی ہل چلانے میں نہیں تم میں ہے۔ تم کم ہمت ہو بغیر کوشش کیے بھاگ رہے ہو۔" اس کی نخوت پر وہ سلگ گیا۔
"تمہیں زیادہ تردد نہیں کرنا پڑا اس لیے اترا رہی ہو ذرا دھکے کھانے پڑتے تب ہوش ٹھکانے آتے تمہارے اور تمہیں ڈگری کسی قابلیت کی بنا پر نہیں ملی بس قسمت کی مہربانی سمجھو اور شکر کرو کہ تمہیں قسمت مہربان ہوئی۔"
وہ اتنی بڑی چوٹ کر گیا تھا کہ اس کا سارا طنطنہ وہیں رہ گیا۔ کتنی دیر سناٹے میں اسے دیکھتی رہی پھر بھاگ کر اپنے کمرے میں آ گئی آنسو ایک تواتر سے بہہ نکلے تھے۔
یہ شانی تھا جو ہر مقام پر اسے نہ صرف کم روئی کے احساس سے نکالتا بلکہ یہ یقین بھی دلاتا تھا کہ اس کے لیے ایک شہزادہ آئے گا۔ وہی اب قسمت کی مہربانی کا طعنہ مار گیا تھا۔ اس کا دل چاہا اسے بے نقط سنائے اور اس کے سارے پول کھول دے۔
وہ تلملاتے ہوئے باہر نکلی ابھی اسے بتاتی ہوں اس نے ہتھیلیوں سے آنکھیں رگڑیں اور دھاڑ سے دروازہ کھولا تو آگے وہ سر جھکائے کھڑا تھا۔
"سوری مجھے معاف کر دو انجانے میں کچھ غلط منہ سے نکل گیا۔" وہ ہونٹ بھینچے اسے دیکھے جا رہی تھی وہ اونچا لمبا سر جھکائے ندامت کا اظہار کر رہا تھا اور وہ جو اسے بے نقط سنانا چاہتی تھی بس اتنا ہی کہہ سکی۔
"تم بہت برے ہو۔"

"میں اعتراف کرتا ہوں اس لیے تم مجھے معاف کر دو دل سے۔ میں تمہاری ناراضی لے کر نہیں جانا چاہتا۔" وہ اسی طرح سر جھکائے ہوئے بول رہا تھا۔
"تو تم واقعی جا رہے ہو؟" وہ بے اختیار پوچھ گئی۔
"ہاں شام چھ بجے کی ٹرین سے۔ اصل میں میرے ابا چاہتے ہیں کہ میں ان ہی کے ساتھ کام کروں اور میں ابا کی خواہش رد نہیں کر سکتا۔"
"اچھی بات ہے جاؤ۔" اس نے کہہ کر رخ موڑ لیا۔
"تم ناراض تو نہیں ہو؟" وہ پھر معصوم بن کر پوچھ رہا تھا۔
"نہیں۔"
"تو منہ کیوں موڑ لیا میری طرف دیکھ کر بتاؤ نا مجھے یاد کرو گی؟" وہ اتنی جلدی پیچھا نہیں چھوڑتا تھا۔
"اب جاب میں مصروف ہو کر مجھے کہاں کسی کو یاد کرنے کی فرصت ملے گی۔" اس نے بے نیازی دکھائی۔
"اچھا اپنی شادی میں تو بلاؤ گی؟" وہ ایک دم اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔
"سوری اس انتظار میں مت رہنا کیونکہ میں نے شادی نہ کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔" وہ بہت نارمل انداز میں بولی تھی۔
"کیوں کیا بڑا والا پسند نہیں آیا لیکن تم اس سے ملیں کہاں؟ بغیر دیکھے بھالے ریجیکٹ کرنے کا مطلب؟" وہ کچھ بوکھلا رہا تھا۔
"کوئی مطلب نہیں بس تم جاؤ۔" اس نے کہا تو وہ زچ ہو گیا۔
"بڑی بے مروت ہو اتنے دنوں کا ساتھ ہے رخصت کرتے ہوئے دو آنسو ٹپکا دو گی تو قیامت تو نہیں آ جائے گی میرا دل رکھنے کی خاطر ہی رو دو۔"
"کیوں رو دوں جب مجھے تمہارے جانے کی خوشی ہو رہی ہے۔" وہ اسے ستا کر محظوظ ہوئی۔
"تم بہت بدصورت ہو۔ اپنے لہجے کی طرح اپنی باتوں کی طرح اپنے اعمال کی طرح" وہ تلملایا اور وہ ہنستی چلی گئی تھی۔

* * *

اسے پہلی تاریخ سے آفس جوائن کرنا تھا اور پہلی تاریخ میں صرف پانچ دن تھے۔ اس وقت وہ رات کے کھانے سے فارغ ہو کر اس نے سوچا پہلے پہننے کی سلیکٹنگ کرے۔ اس خیال سے اس نے سوٹ منتخب کیے پھر استری کرنے کھڑی ہوئی تو شانی بھاگ کر پہنچنے لگا۔
"تم سوئی نہیں ابھی؟"
"ہائیں! تم تو کل شام چھ بجے کی ٹرین سے جا رہے تھے۔" وہ اسے دیکھ کر حیرت سے بولی تو وہ اندر آ گیا۔
"گیا تھا۔"
"پھر؟"
"راستے میں ٹریفک جام میں پھنس گیا اور جب اسٹیشن پہنچا تو ٹرین جا چکی تھی۔" وہ بتاتا ہوا ڈھیلے انداز میں چیئر پر بیٹھ گیا۔
"تو اب کیا کرو گے؟"
"ظاہر ہے نئے سرے سے بکنگ کراؤں گا۔ بتاؤ کب کی کراؤں؟" اس نے پوچھا تو وہ اس فضول بات پر تپ کر بولی۔
"مجھے کیا پتا تمہیں جانا ہے تم جانو۔"
"یہ تم بات بے بات انگارے کیوں چبانے لگی ہو۔ پہلے تو ایسی نہ تھیں۔" اس کے ٹوکنے پر اسے خود بھی احساس ہوا تو اندر ہی اندر نادم ہو کر بولی۔
"سوری تم باتیں بھی تو ایسی کرتے ہو بچوں جیسی۔"
"اب نہیں کروں گا۔" وہ بالکل خاموش ہو گیا۔ جب اس نے ایک سوٹ استری کر لیا اور اسے ہینگر کرنے لگی تب اس پر نظر پڑی کچھ روٹھا روٹھا بیٹھا تھا۔
"ارے!" وہ ہنس پڑی۔ "ناراض ہو گئے کیا چلو میں یہ کام بعد میں کر لوں گی۔ اب بتاؤ کیا سیوا کروں تمہاری چائے پیو گے یا ٹھنڈا؟"

UrduPhoto.com

"کچھ نہیں بس تم بیٹھ جاؤ۔" وہ شاید اداس ہو رہا تھا۔

"ہاں اب کو بلکہ یہ بتاؤ تم نے اپنے گھر والوں کو فون کر دیا کہ تمہاری ٹرین مس ہو گئی ہے؟" اس نے سامنے بیٹھ کر پوچھا۔

"نہیں میں نے انہیں بتایا ہی نہیں تھا کہ میں آ رہا ہوں۔ سرپرائز دینا چاہتا تھا۔ لیکن اب بکنگ کروا کے ہی فون کروں گا تاکہ میری ماں میرے خیریت سے پہنچنے کی دعائیں مانگنا شروع کر دے۔"

"کون کون ہے تمہارے گھر میں؟" اس نے پوچھا پھر ہنس کر بولی۔ "تمہی عجیبات ہے اب تک مجھے یہ ہی پتا نہیں ہے۔"

"مجھے سب پتا ہے تم تین بہنیں ہو ایک کی شادی ہو گئی ہے باقی دو رہ گئی ہیں۔" وہ جیسے شروع ہوا تھا اس کے تیور دیکھ کر ایک دم خاموش بھی ہو گیا پھر کھل کھلا کر ہنسنے لگا۔

"ہاں تم میرے گھر کا پوچھ رہی تھیں۔ میرے ماں باپ بھائی بھابھی ان کے دو بچے اور ایک میری چھوٹی بہن ہے۔ انٹر کر چکی ہے۔ بیچاری بہت خوب ہے اب میں جاؤں گا تو ہو سکتا ہے جلدی اس کی شادی طے ہو جائے۔ بس اور کیا بتاؤں؟"

"اور تم۔ میرا مطلب ہے تمہاری چھوٹی بہن کی نسبت طے ہو چکی ہے اور تمہاری؟" وہ سوالیہ نشان بن گئی۔

"میں اپنی مرضی سے کروں گا اور یہ جب میں میٹرک میں تھا تب ہی اپنی اماں سے کہہ دیا تھا کہ وہ میرے لیے کوئی لڑکی پسند کرنے کی غلطی نہ کریں اور شکر ہے انہوں نے یہ غلطی نہیں کی۔"

[illegible] تھا اور اسی سے وہ اتنا جانتی تھی۔ ابھی بمشکل خود کو [illegible]

"اور تمہارا اگلا کیا ہے؟"

"[illegible] تم اپنی بات کرو۔"

اس نے کہا تو وہ [illegible]

"اپنی کیا بات کروں تم سب جانتے تو ہو۔"

"یہ نہیں جانتا کہ تم نے شادی نہ کرنے کا فیصلہ سوچ کر کیا ہے۔" اسے لگا جیسے اس نے کسی بہت جانے کے لیے جان بوجھ کر ٹرین مس کی ہے۔ وہ بھی فورا" کچھ نہیں بولی۔

"بتاؤ نا!" اس کے اصرار میں حد درجہ بے تکلفی تھی۔

"کوئی خاص وجہ نہیں ہے اور نہ ہی یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔ میرا مطلب ہے اگر کوئی ایسا ملا جو میرے ساتھ مخلص ہو گا اور مجھ سے شادی بھی کرنا چاہتا ہو گا تو میں اس کے بارے میں ضرور سوچوں گی۔" وہ اس کی کیفیت سمجھتے ہوئے بول رہی تھی۔

"اور یزدانی؟ وہ کیا تمہارے ساتھ مخلص نہیں ہے؟" یوں وہ دیکھ رہا تھا جیسے اسے اندر تک کھوج لینا چاہتا ہو۔

"یہ نہیں میں نے جاننے کی کوشش نہیں کی۔" وہ یوں الجھی جیسے بس "اب ختم کرو یہ باتیں۔" اور وہ مجھے کر چند لمحے اسے دیکھتا رہا پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

"اچھا پھر خدا حافظ۔"

شانی چلا گیا اور اگلے دن سے ہی اماں کو اس کی کمی محسوس ہونے لگی۔ اسے بھی ہو سکتی تھی لیکن وہ آفس جوائن کر کے مصروف ہو گئی۔ صبح آٹھ بجے کے ساتھ نکلتی البتہ واپسی میں اسے دیر ہو جاتی تھی کیونکہ اس کا آفس دور تھا۔ مغرب کے بعد گھر لوٹتی تو بس کھانے تک ہی اماں ابا اور نرمین کے ساتھ بیٹھ سکتی اس کے بعد اگلے دن کی تیاری پھر سونے کی جلدی ہوتی تھی۔ یونیورسٹی کے بعد کافی وقت اس نے آرام طلبی میں گزارا تھا اس لیے اب نئی روٹین میں مشکل ہو رہی تھی ایک ہفتے میں وہ تھکن اور [illegible] ہو گئے تھے۔ اس پر اماں کا کہنا۔

"لڑکی ہی شکل نکل آئی ہے۔ رنگ دیکھو اور کالا ہو گیا ہے۔ گھر میں تھیں تو کچھ نظر تو آتی تھیں۔"

"اوہو اماں! بس کچھ دنوں کی بات ہے۔ عادی ہو جاؤں گی تو پھر سے ہی نظر آنے لگوں گی۔"

اس نے اماں کو تسلی دی اور خود اس کا بھی یہی خیال

تھا کہ اتنے عرصے بعد گھر سے نکلنا ہوا ہے اس لیے وہ بوکھلائی ہوئی ہے۔ آہستہ آہستہ اس روٹین میں سیٹ ہو جائے گی لیکن اس سے پہلے ہی وہ اکتاہٹ کا شکار ہو گئی۔ اپنا آپ خالی خالی سا لگنے لگا۔ کچھ کھونے کا احساس تھا لیکن پانے کی جستجو وہ خود نہیں سمجھ پا رہی تھی۔ آفس میں ہوتی تو گھر بھاگنے کو دل چاہتا اور عجیب سی بے کلی بے چینی سے وہ پریشان ہو گئی تھی۔

"میں کیا چاہتی ہوں؟" اس وقت ٹیبل پر بکھرے کاغذات میں اس کی نظریں جیسے خود کو تلاش کر رہی تھیں کہ یزدانی کا فون آ گیا۔

"ہیلو۔" اس کا لہجہ مرجھایا ہوا تھا۔

"کیسی ہیں آپ۔ اگر مصروف ہیں تو میں پھر فون کر لوں گا۔" یزدانی نے غالبا" اس کی بے توجہی محسوس کر کے کہا تھا۔

"نہیں کوئی خاص مصروفیت نہیں ہے۔" وہ اب پہچان کر فورا" بولی تھی۔

"جاب کیسی جا رہی ہے؟"

"بس ٹھیک۔"

"لیکن آپ مجھے ٹھیک نہیں لگ رہیں۔ طبیعت ٹھیک نہیں ہے یا کوئی اور بات؟" یزدانی کے ٹھیک انداز پر وہ حیران ہوئی پھر سوچ کر بولی تھی۔

"میں اصل میں شانی کو مس کر رہی ہوں۔"

"شانی یہ کون ہے؟" یزدانی نے فورا" پوچھا تو وہ اندر ہی اندر محظوظ ہوئی۔

"ہے ایک اسٹوڈنٹ لڑکا۔"

"اس اسٹوڈنٹ لڑکے سے آپ کا رشتہ یا تعلق پوچھ سکتا ہوں؟" یزدانی کا ٹھٹکنا وہ محسوس کر رہی تھی۔

"ابھی تو میں خود نہیں سمجھ پائی۔ وہ پاس تھا تو کوئی احساس نہیں تھا۔ دور چلا گیا ہے تو محسوس ہو رہا ہے۔"

"یہ تو بڑی خطرناک بات ہے۔ مجھے فورا" اگلا قدم اٹھانا پڑے گا۔" یزدانی الرٹ ہو گیا تھا۔

"اگلا قدم؟" وہ قصدا" انجان بنی۔

"ہاں جلدی بتائیں میں اپنے گھر والوں کو کب بھیجوں۔" یزدانی نے عجلت ظاہر کی تو اس کا دل چاہا ابھی اسی وقت منع کر کے اسے مشکل میں ڈال دے لیکن پھر کچھ سوچ کر بولی تھی۔

"ابھی نہیں۔"

"کیوں؟" وہ جیسے اطمینان سے ہو گیا تھا۔

"ابھی مجھے خود کو سمجھانا ہے۔ اس کے بعد کچھ کہہ سکوں گی۔" اس نے کہا تو وہ پوچھنے لگا۔

"اس میں کتنا وقت لگے گا؟"

"پتا نہیں سال مہینے یا ہو سکتا ہے اگلا پل ہی مجھے خود پر اختیار کر دے۔ بہرحال آپ کتنا انتظار کر سکتے ہیں؟" اس نے اچانک پوچھ لیا۔

"اگر زندگی مختصر ہو گئی تو سو سال۔" اس کی بات پر وہ بے ساختہ بولی تھی۔

"بس صرف ایک صدی۔"

"جواب نہیں آپ کا لاجواب کر دیتی ہیں۔"

"شکریہ اور خدا حافظ۔" اس نے سلسلہ منقطع کر دیا اور بس کچھ دیر کو ہی اس کی باتوں اور قریب لہجے کو دل پر محسوس کیا پھر یکدم متفکر ہو کر جھنجلانے لگی تھی۔

"بے وقوف سمجھتا ہے مجھے خود دنیا کا سب سے بڑا احمق ہے جو سمجھتا ہے کہ میں اس کے ہاتھوں بے وقوف بن رہی ہوں۔" اس نے سر جھٹکا پھر زبردستی خود کو کام میں مصروف کر لیا۔

اس شام وہ گھر لوٹی تو شرمین آئی ہوئی تھی اور اماں کے ساتھ سر جوڑے جانے کیا راز و نیاز کر رہی تھی۔ اس نے ایک پل رک کر دیکھا پھر ان کے سر پر جا کر زور سے بولی۔

"خیریت ہو رہی ہے۔"

"ہائیں!" اماں اچھل پڑیں۔ "تمیز نہیں ہے تمہیں۔"

"آج آفس چھوڑ آئی ہوں۔" وہ ہنسی پھر شرمین سے پوچھنے لگی۔ "تم کب آئیں؟"

"بس کچھ دیر ہوئی اور آج میں یہیں رہوں گی۔"

UrduPhoto.com

شرمین نے خوش ہو کر بتایا تو اماں کی موجودگی کے باعث اس نے کوئی تبصرہ نہیں کیا اور چینج کرنے کا کہہ کر اپنے کمرے میں آگئی۔

اگلے دن کیونکہ اتوار تھا اس لیے اسے شرمین کے ساتھ اطمینان سے بیٹھنے اور باتیں کرنے کا موقع مل گیا تھا اور تنہائی ملتے ہی اس نے پہلا سوال یہی کیا۔

"آج عدیل نے تمہیں رہنے کی اجازت کیسے دے دی؟"

"بس موڈ اچھا تھا۔ میں نے پوچھا تو مان گئے۔" شرمین کے جواب سے وہ مطمئن نہیں ہوئی تھی لیکن ٹوکا بھی نہیں۔

"اور ہاں سوہنی!" شرمین اچانک کچھ یاد آنے پر کہنے لگی۔ "ایک دن عدیل خود ہی اپنے دوست یزدانی کی کوئی بات کر رہے تھے۔ لیکن وہ تو شادی شدہ ہے دو بچے بھی ہیں اور اس کی بیوی بھی ماشاء اللہ زندہ سلامت ہے۔"

"اچھا۔" اسے ہنسی آگئی۔ "اس بات سے تمہارا کیا مطلب ہے؟"

"مطلب یہ کہ وہ بال بچوں والا ہو کر تمہیں فون کیوں کر رہا ہے؟"

"پہلے یہ بتاؤ، تم نے عدیل کو تو نہیں بتا دیا۔" وہ کچھ پریشان ہو گئی تھی۔

"نہیں' پاگل تھوڑی ہوں میں۔ وہ تو خود ہی کوئی بات کر رہے تھے تو یزدانی کے نام پر میں ٹھٹکی تھی پھر اس کے بال بچوں کا سن کر تو میں اور پریشان ہو گئی کہ کہیں تم اس کے ساتھ سیریس نہ ہو جاؤ۔ ابھی بھی فون کرتا ہے؟"

"ہاں!" اس نے صرف ہاں کہنے پر اکتفا کیا۔

"بس ختم کرو یہ سلسلہ۔ میں نے تمہیں اس کی اصلیت بتا دی ہے اور تم بھی اس پر جتا دو کہ اگر آئندہ اس نے تمہیں فون کیا تو تم اس کی بیوی کو بتا دو گی۔" شرمین جذباتی ہو گئی تھی۔

"ہو سکتا ہے اس کی اپنی بیوی سے نہ بنتی ہو۔ بے چارہ مظلوم ہو۔" اس نے جان بوجھ کر شرمین کو اکسایا تھا۔

"اف بے چاری۔ اس کا مطلب ہے اس نے تمہیں یہی داستان سنائی ہے کہ اس کی بیوی پاگل ہے بیمار ہے' اس کا خیال نہیں رکھتی۔ خبردار سوہنی اگر اس کی باتوں پر یقین کیا تو۔ یہ مرد لڑکیوں کی ہمدردی حاصل کرنے کے لیے ایسے ہی خود کو مظلوم ظاہر کرتے ہیں۔" شرمین بھڑک اٹھی تھی اور وہ انتہائی سادگی سے بولی۔

"لیکن اس نے تو مجھ سے ایسی کوئی بات نہیں کی۔"

"پھر۔۔ پھر تم نے کیسے کہا کہ اس کی اپنی بیوی سے نہیں بنتی۔" شرمین اب بوکھلا گئی تھی۔

"میں نے تو یونہی خیال ظاہر کیا تھا۔ خیر چھوڑو کوئی اور بات کرو۔" اس نے کہا لیکن شرمین کے اندر کھد بد ہو رہی تھی۔

"تم اس کے ساتھ سیریس تو نہیں ہو نا؟"

"اوفو! میں کسی کے ساتھ سیریس نہیں ہوں۔" وہ جھنجلا گئی۔ "اور تم خوامخواہ پریشان مت ہو۔ یہ وہ بات نہیں ہے جو تم سمجھ رہی ہو' اس کی ابھی شادی نہیں ہوئی۔"

"تو پھر دیر کس بات کی ہے۔ میرا مطلب ہے وہ تمہیں پرپوز کیوں نہیں کر رہا؟" شرمین کو نئی فکر لاحق ہوئی۔

"پتا نہیں۔" وہ ٹال کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ "چلو کھانا کھا لیں پھر تمہاری شادی کی مووی دیکھیں گے۔"

"ہاں' اس میں یزدانی ہو گا۔ مجھے دکھانا۔" شرمین نے اٹھتے ہوئے کہا تو وہ جاتے جاتے رک گئی۔

"مجھے کیا پتا کون ہے۔ تمہارے میاں کا دوست ہے تم جانو۔ میں تو اپنے یزدانی کو جانتی ہوں۔" اپنے یزدانی کے ساتھ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھلنے لگی تھی۔

☼ ☼ ☼

سردی اپنے ساتھ نزلہ' زکام' کھانسی اور بخار کی لہر

Urduphoto.com
Urduphoto.com
Urduphoto.com

بھی لے آئی تھی اور گھر میں سب سے پہلے وہی لپیٹ میں آئی تھی۔ دو دن سے بستر میں پڑی تھی۔ اماں بے چاری گھر کے کاموں کے ساتھ اس کی تیمارداری بھی کر رہی تھیں جو اسے بالکل اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ ساتھ ہی اب یہ احساس بھی ہو رہا تھا کہ وہ تو آفس چلی جاتی ہے۔ پیچھے سارے کام اماں ہی کو کرنے پڑتے ہیں جبکہ زرمین کو صرف پڑھنے کی لگن تھی۔ اس کا ارادہ میڈیکل میں جانے کا تھا' جب ہی تن جان سے محنت کر رہی تھی۔ اماں بھی اسے گھریلو کاموں میں نہیں الجھاتی تھیں۔ بہرحال دو دن سے اماں کو چکرّی کی طرح گھومتے دیکھ کر اب وہ یہی سوچ رہی تھی کہ اسے جاب چھوڑ کر گھر میں رہنا چاہیے۔ پھر جیسے فیصلہ کر کے مہینے کے بقیہ دن شمار کر رہی تھی کہ اماں ٹیلی فون سیٹ اٹھا کر اس کے پاس آ گئیں۔

"شانی کا فون ہے' تم سے بات کرے گا۔"

"یاد آ گئی اسے۔" وہ اٹھ بیٹھی اور فون سیٹ لے کر گود میں رکھ لیا۔

"وہ بے چارہ تو فون کرتا رہتا ہے' تم ہی گھر پر نہیں ہوتیں۔" اماں کہتے ہوئے چلی گئیں تو اس نے ریسیور کان سے لگا لیا۔

"السلام علیکم۔"

"جیتی رہو' خوش رہو' اللہ چاند سا دولہا دے' پھر دودھوں نہاؤ' پوتوں پھلو۔" وہ حسبِ عادت شروع ہو گیا تھا۔

"تم اپنی سناؤ' تمہیں مل گئی چاند سی دلہن؟" اس نے پوچھا تو وہ فوراً بولا۔

"صرف دلہن کہو کیونکہ میں نے چاند سی کی شرط نہیں رکھی۔"

"حیرت ہے۔"

"چھوڑو حیرت ویرت کو۔ یہ بتاؤ مجھے یاد کرتی ہو؟" وہ اسی لاابالی پن سے پوچھ رہا تھا' جب ہی اس نے منع کر دیا۔

"بالکل نہیں۔"

"لو مجھے تم سے یہی توقع تھی۔ خیر میں تمہیں بہت یاد کرتا ہوں۔" وہ پھر روانی سے شروع ہو گیا۔ "[illegible] ہل چلاتے ہوئے جب میری گائے [illegible] تم مجھے بہت یاد آتی ہو۔"

"کیا مطلب ہے تمہارا۔ تم مجھے گائے سے ملا[illegible] ہو۔" اس نے دانت پیسے۔

"نہیں' میری گائے بہت خوبصورت ہے۔ گوری چٹی' بڑی بڑی سیاہ آنکھیں' سنہری سینگ اور [illegible] میں نے اس کے پیٹ پر لال مہندی سے اس کا نام لکھ دیا ہے' سوہنی۔"

"شانی۔" چیخنے کے ساتھ ہی اسے کھانسی کا ایسا دورہ پڑا کہ وہ کھانستے کھانستے بے حال ہو گئی۔ ریسیور ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ اماں پانی لے کر بھاگی آئیں اور گلاس اس کے ہونٹوں سے لگا دیا۔

"یا اللہ۔" دو گھونٹ لے کر اس نے گلاس اپنے ہاتھ میں لے لیا اور فون کی طرف اشارہ کر کے بولی۔

"اسے ہٹائیں یہاں سے۔"

"بند ہو گیا کیا؟" اماں نے سیٹ اٹھا لی اور ریسیور کان سے لگایا تو ادھر سے وہ بول رہا تھا۔

"کیا ہو گیا ہے سوہنی! تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے؟"

"وہ بات کر رہا ہے۔" اماں نے ریسیور اسے دینا چاہا لیکن اس نے واپس دھکیل دیا۔

"مجھے نہیں کرنی بات۔"

"ہاں بیٹا! سوہنی کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔"

اماں خود ہی اس سے بات کرتے ہوئے چلی گئیں تو وہ دوبارہ لیٹ گئی۔ حالانکہ وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ اسے فضول بولنے کی عادت ہے پھر بھی چڑ کر اسے برا بھلا کہنے لگی۔ کچھ دیر بعد اماں اس کے پاس آ بیٹھیں اور اس کی پیٹھ سہلاتے ہوئے شانی کی تعریف کرنے لگیں۔

"اچھا لڑکا ہے' وہاں جا کر بھی بھولا نہیں۔ ورنہ آج کل کون کسی کو یاد رکھتا ہے۔ وہ ہر ہفتے فون کر کے سب کی خیر خیریت معلوم کرتا ہے۔ مجھے تو اپنے بچوں کی طرح لگنے لگا تھا۔ پتا ہے ابھی کیا کہہ رہا تھا...؟"

UrduPhoto.com

"کیا؟" وہ جانتی تھی اماں پوری بات بتا کر رہیں گی' اس لیے نا چاہتے ہوئے بھی متوجہ ہو گئی۔

"کہہ رہا تھا اس کی بہن کی شادی ہے اور ہمیں ضرور جانا ہے۔ وہ خود لینے آئے گا۔"

"بس رہنے دیں۔" اس نے سر جھٹکا۔

"نہ بیٹا! وہ اتنے خلوص سے کہہ رہا تھا پھر خود لینے آئے گا تو جانا ہی پڑے گا۔ اچھا ہے اسی بہانے اس کا گھر بار رہن سہن دیکھ آئیں گے۔" اماں نے کہا تو وہ چونکی تھی۔

"کیا مطلب ہے آپ کا؟"

"میں سوچ رہی ہوں' لڑکا اچھا ہے' کیا پتا بات بن جائے زرمین کی۔"

"زرمین۔" اس کا دل بیٹھنے لگا۔ آنکھیں اچانک خالی خالی ہو گئیں۔

"ہاں' زرمین بھی تو بڑی ہو گئی ہے۔" اماں اپنی دھن میں بولی تھیں پھر ایکدم احساس ہونے پر کہنے لگیں۔ "لیکن اب میں پہلے تمہاری کروں گی۔ بے شک زرمین کی وہاں بات ہو جائے لیکن اس کی شادی تمہارے بعد ہی کروں گی۔"

"چھوڑیں اماں! میری فکر چھوڑیں۔ مجھے نہیں کرنا شادی۔" وہ بمشکل خود پر قابو پا کر بولی تو اماں نے ٹوک دیا۔

"نہ بیٹا! ایسی بات منہ سے مت نکالو۔ جب نصیب کھلتا ہے تو سب کام آناً "فاناً" ہو جاتے ہیں۔ مجھے یقین ہے تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی ہو گا۔"

"اچھا۔ ابھی تو آپ مجھے سونے دیں۔ کھانس کھانس کر سر میں درد ہونے لگا ہے۔" اسے جھنجلاہٹ ہو رہی تھی۔

"پہلے کچھ کھا لو' دلیہ لا دوں؟" اماں نے اٹھ کر پوچھا۔

"نہیں' ابھی بالکل دل نہیں چاہ رہا۔ اٹھوں گی تو کھا لوں گی۔"

اس نے آنکھوں پر بازو رکھ لیا اور جھری میں سے اماں کو جاتے دیکھنے لگی پھر کروٹ بدل کر سونا چاہتی تھی کہ اس کا موبائل بجنے لگا۔ اسکرین پر یزدانی کا نام دیکھ کر اس نے لائن کاٹ دی اور پھر وقفے وقفے سے یہی ہوتا رہا۔ وہ فون کرتا' ادھر یہ لائن کاٹ دیتی۔ آخر تنگ آ کر اس نے موبائل آف کر دیا تھا۔

☆ ☆ ☆

پورے ایک ہفتے بعد وہ آفس آئی تھی۔ اس کی ٹیبل پر اتنا کام جمع ہو گیا تھا کہ دوپہر تک اسے سر کھجانے کی فرصت نہیں ملی۔ اس کے بعد بھی کام ختم نہیں ہوا۔ وہی تھک گئی کیونکہ بیماری سے اٹھی تھی' اس لیے آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا تھا' جب ہی کچھ دیر کے لیے کام بند کر کے چائے منگوا کر پینے لگی اور ابھی چائے ختم نہیں ہوئی تھی کہ یزدانی کا فون آ گیا۔ اس نے چائے کا آخری سپ لے کر موبائل اٹھا لیا۔

"ہیلو!"

"کہاں ہیں آپ۔ کیا بات نہیں کرنا چاہتیں۔ پورا ہفتہ صبح شام آپ کا نمبر ملاتا رہا ہوں۔ سیل کیوں آف کر رکھا تھا؟" یزدانی پہلی بار شاکی ہو کر اتنی لمبی بات کر گیا تھا' جواب میں وہ سکون سے بولی۔

"میری طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔"

"اوہ۔ اب کیسی طبیعت ہے؟" اس نے پوچھا اور جواب کا انتظار کیے بغیر پھر شروع ہو گیا۔ "آپ کو بتانا چاہیے تھا۔ پتا ہے میں کتنا پریشان رہا' اندیشوں میں گھر گیا تھا۔"

"کیسے اندیشے؟" اس نے فوراً پوچھا۔

"جیسے محبت میں ہوتے ہیں۔" یزدانی کا لہجہ گمبھیر ہو گیا جس پر وہ جز بز ہونے لگی۔ بولی کچھ نہیں تو قدرے رک کر وہ خود ہی کہنے لگا۔

"آپ نے بھی تو اس روز ڈرا دیا تھا۔ کسی اسٹوپڈ لڑکے کا ذکر کر کے۔ کیا نام بتایا تھا اس کا۔ ہاں شانی۔ میں یہی سوچتا رہا کہ کہیں شانی تو نہیں آ گیا۔"

"آ بھی جائے تو کیا۔ میرے لیے تو نہیں آئے گا۔" وہ بے اختیار کہہ گئی تھی۔

"پھر میرا مطلب ہے کیا آپ چاہتی ہیں کہ وہ آپ کے لیے آئے؟" بریرالی یکدم سنجیدہ ہو گیا تھا۔

"میں کیا چاہتی ہوں، کیا نہیں۔ اس بات کو چھوڑیں اور یہ بتائیں آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟" وہ اچانک فیصلہ کن مرحلے میں داخل ہو گئی۔

"گریٹ۔ ونڈر فل [illegible]" "آپ ابھی تک یہ نہیں سمجھ پائیں کہ میں کیا چاہتا ہوں۔ میں آپ کو چاہتا ہوں صرف آپ کو اور ابھی تک پہلے مرحلے پر اس لیے اٹکا ہوا ہوں کہ آپ مجھے پیش رفت کی اجازت نہیں دے رہیں۔ شاید آپ دو کشتیوں میں سوار ہیں۔ فیصلہ نہیں کر پا رہیں کہ میرا ہاتھ تھامیں یا شانی کا۔ کیا بات ہے؟"

"نہیں۔ مجھے آپ دونوں میں سے کسی کا ہاتھ نہیں تھامنا۔ مجھے آپ۔" وہ غصے سے کہہ کر سیل آف کرنا چاہتی تھی کہ وہ دوبارہ بولا۔

"ایک منٹ۔ میں تو سمجھ گیا لیکن آپ خود کو نہیں سمجھ پا رہیں یا قصداً جھٹلا رہی ہیں لیکن سچائی کبھی چھپی نہیں رہتی اور سچ یہ ہے کہ آپ شانی کو پسند کرتی ہیں اور چاہتی ہیں کہ وہ آپ کے لیے آئے۔" بریرالی نے اپنی بات ختم کرتے ہی سلسلہ منقطع کر دیا پھر بھی وہ کتنی دیر تک سیل کان سے لگائے بیٹھی رہی پھر یوں کے آنے پر چونکی تھی۔ وہ خلا کب سے کر چکا تھا۔ اس نے خونخوار نظروں سے سیل کو گھور کر دانت پیسے۔

"شانی۔ شانی۔"

"میں شانی کو پسند کرتی ہوں۔ چاہتی ہوں کہ وہ میرے لیے آئے۔ ہونہہ۔"

اس نے تنفر سے سر جھٹکا۔ اس کے بعد اس نے چاہا کہ خود کو کام میں مصروف کر کے جھٹک دے [illegible] خیال نہیں [illegible] تھا سب چھوٹ گئی۔

"میں کیا کروں [illegible]" [illegible] کیا ہو گیا ہے۔ اماں نے تو [illegible] سوچ لیا ہے اور شاید [illegible] ٹھیک بھی ہے [illegible]

صورت کا خوبصورت ہم عمر لڑکا ہے اور مجھ سے بھی بڑھ کر [illegible] "سال دو سال سے کوئی فرق نہیں پڑتا [illegible]" تو وہ بڑا لگتا ہے۔ لمبا چوڑا۔" "اس کے [illegible] ہونے لگی۔ وہ جتنا اس کی نفی کرتی اتنی [illegible] ہو رہا تھا۔

پھر کتنے بہت سارے دن گزر گئے۔ اس [illegible] بریرالی کا فون نہیں آیا اور اسے انتظار بھی نہیں تھا کیونکہ وہ بہت پہلے اسے جان گئی تھی اور اب جان لیا تھا کہ بریرالی اس سے دامن بچانے کے لیے بہانہ ڈھونڈ رہا تھا جو اسے شانی کی صورت مل گیا تھا۔ اس کا مقصد ہی اسے شانی کا احساس دلانا تھا۔ [illegible] اپنے آپ میں بڑا عجیب سا محسوس کر رہی تھی۔ [illegible] روز سے جب سے اس نے بریرالی کی اصلیت جانی تھی۔ تب سے وہ اپنے آپ میں حیرت ہو رہی تھی۔ اس دوران کتنی بار اس کا دل چاہا کہ وہ اسے بتائے کہ وہ اسے بے وقوف نہیں بنا سکتا لیکن پھر یہ سوچ کر رہ گئی کہ آخر وہ کہاں تک جاتا ہے اور اس کا مقصد کیا ہے اور اب مقصد سمجھ میں آ رہا تھا تو وہ خود کو بے بس محسوس کر رہی تھی۔ اگر اماں نے شانی کے ساتھ رشتے کا عندیہ لیا ہو تب تو اس کے لیے اس سارے کھیل کا ڈراپ سین بے حد دلچسپ تھا لیکن اب اسے خاموش ہی رہنا تھا۔

اس شام وہ آفس سے لوٹی تو شرمین جانے کب سے آئی ہوئی تھی جو اس وقت جانے کو تیار کھڑی تھی۔ اس سے گلے ملتے کہنے لگی۔

"اچھا سوئٹی میں جا رہی ہوں۔"

"کیا مطلب۔ ابھی تو میں آئی ہوں۔" اس نے کہا تو شرمین ہنس کر بولی۔

"میں تو بہت دیر سے آئی ہوئی ہوں اور بس ابھی ایک اور جگہ جانا ہے اس لیے رک نہیں سکتی۔ اچھا خدا حافظ۔" شرمین عدیل کا شانہ دکھا کر جلدی سے خدا حافظ کہہ کر [illegible] وہ [illegible] اماں کو دیکھنے لگی۔

"چلو منہ ہاتھ دھو لو۔" اماں جانے کیوں نظریں چرا کر چلی گئی تھیں۔ وہ کچھ نہیں کہہ سکی لیکن الجھتی ہوئی

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

اپنے کمرے میں آ گئی۔ [illegible] واقعی مشکوک حرکتیں کرنے لگی تھیں سب لوگ یا پھر مجھے ہی بہت وہمی ہو گئی ہوں۔" وہ منہ دھونے سے کپڑے بدلنے تک یہی سوچتی رہی پھر کھانے کے دوران کھوجتی ہوئی نظروں سے اماں اور ابا کو دیکھا لیکن کچھ سمجھ نہیں سکی۔ البتہ یہ ضرور محسوس کیا کہ اماں خاصی عجلت میں تھیں اور اسی عجلت سے جب وہ کھانے کے بعد اپنے کمرے میں آئی تو اس کے پیچھے چلی آئی تھیں۔

"اس نوکری نے تمہیں کسی کا ہوش نہیں رکھا۔ سب سے دور ہو گئی ہو۔ عزیز رشتہ داروں کو تو چھوڑو، گھر والوں کے ساتھ دو گھڑی بیٹھنے کی فرصت نہیں ہے تمہارے پاس۔" اماں کہتے ہوئے اس کے بیڈ پر بیٹھ گئیں۔

"شرمین کب آئی تھی؟" اس نے ان کی باتوں کے جواب میں قصداً کچھ نہیں کہا۔

"شام سے کچھ پہلے۔ میں نے کہا بھی رات کا کھانا کھا کر جانا لیکن اب بیاہی لڑکیوں پر تو زور نہیں چلتا۔ میاں کی مرضی سے آتی جاتی ہیں۔ خیر اپنے گھر میں خوش رہیں۔" اماں کچھ زیادہ بول رہی تھیں جب ہی وہ چونکی اور ان کے پاس آ بیٹھی۔

"اپنے گھر میں تو خوش ہے نا شرمین؟"

"ہاں اللہ کا شکر ہے۔ ابھی وہ تمہارے لیے آئی تھی۔" اماں اب اصل بات کی طرف آئیں۔ "کہہ رہی تھی عدیل کا چچا زاد ہے۔ ماشاء اللہ پڑھا لکھا اور اچھی پوسٹ پر کام کر رہا ہے۔ دو چھوٹے بچے ہیں۔ بیوی دوسرے بچے کی پیدائش پر انتقال کر گئی تھی۔ اگر تم۔"

"امی۔" وہ سناٹوں میں گھر گئی۔

"بیٹا! کنوارے لڑکوں کی ڈیمانڈز تم نے دیکھ لیں۔ کتنے رشتے آئے، خود چاہے کیسے بھی تھے، لڑکی خوبصورت اور کم عمر چاہیے۔ پھر مزید انتظار میں تو تمہاری عمر اور نکل جائے گی۔" اماں نرمی سے سمجھانے لگی تھیں۔

"یہ مت سمجھنا کہ ہم تمہیں بوجھ سمجھ کر اتار پھینکنا چاہتے ہیں بلکہ مجھے یہ فکر ہے کہ ہم ماں باپ ہمیشہ تو تمہارے سر پر نہیں بیٹھے رہیں گے۔ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔ ہمارے سامنے اپنے گھر کی ہو جاؤ گی تو ہم بھی قبر میں اطمینان سے جا سوئیں گے۔"

"کیا واقعی مجھے رنڈوے دو بچوں کے باپ کے پلے باندھ کر آپ اطمینان سے ہو جائیں گی۔" اس کے لہجے میں ٹوٹے کانچ کی چبھن تھی۔

"تو بیٹا! جیسا تم چاہتی ہو ویسا میں کہاں سے لاؤں۔" اماں نے کہا تو وہ بری طرح بکھر گئی۔

"میں کچھ نہیں چاہتی۔ کب میں نے آپ سے کچھ چاہا۔ اپنی کم روئی اور کم نصیبی کا شکوہ میں نے آپ سے تو کبھی نہیں کیا۔ جو آیا مجھے رجیکٹ کر گیا۔ میں نے تو کسی کو رجیکٹ نہیں کیا جو آپ یہ کہہ رہی ہیں کہ جیسا میں چاہتی ہوں۔ میں کیسا بھی نہیں چاہتی۔ آپ اپنے اطمینان کے لیے مجھے سولی چڑھانے کا نہ سوچیں۔ چھوڑ دیں میری فکر۔"

"کیسے چھوڑ دوں۔ کیا تم میری اولاد نہیں ہو۔ تمہارے لیے تو میں سب سے زیادہ سوچتی ہوں۔" اماں آبدیدہ ہو گئی تھیں۔

"کوئی ضرورت نہیں۔ میں کوئی بچی نہیں ہوں۔ ایم اے پاس فرفر انگریزی بولنے والی آپ کی لائق فائق بیٹی ہوں اور اب آپ مجھے بچی نہیں بیٹا سمجھیں۔" اماں کے آنسوؤں سے وہ فوراً پگھل کر ان کی دلجوئی کرنے لگی تھی۔

"اور یہ ابھی سے آپ کو مرنے کی کیا فکر ہو گئی۔ جلدی مچانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ابھی آپ نے نواسے نواسیوں کی خوشیاں دیکھنی ہیں۔"

"اللہ دکھائے۔"

"ضرور دکھائے گا اور ہاں اماں! وہ شانی نہیں آیا۔ آپ نے بتایا تھا وہ بہن کی شادی کا بلاوا دینے آنے والا تھا۔" اس نے اماں کا دھیان بٹانے کی خاطر موضوع ہی بدل دیا۔

"ہاں' آج دن میں اس کا فون آیا تھا۔ پر لائنوں میں ایسی گڑبڑ تھی کہ اس کی آواز سنائی ہی نہیں دے رہی تھی۔ پتا نہیں کیا کہہ رہا تھا۔ ہو سکتا ہے اپنے آنے کا بتا رہا ہو۔" اماں نے بتا کر خیال بھی ظاہر کیا تو وہ پوچھنے لگی۔

"میں فون کرلوں اسے؟"

"کرلو' ہمیشہ وہی کرتا ہے۔" اماں اٹھ کھڑی ہو گئیں۔

"نمبر کیا ہے اس کا؟"

"وہیں ڈائری میں لکھا ہو گا۔" اماں نے بتایا تو وہ ٹیلی فون سیٹ کے ساتھ ڈائری بھی لے کر واپس کمرے میں آ گئی اور کچھ دیر سوچنے کے بعد اس کے نمبر ملائے تو دوسری طرف کسی لڑکی کی آواز تھی۔

"مجھے شانی سے بات کرنا ہے۔" اس نے فوراً کہہ دیا۔

"آپ کون ہیں؟" لڑکی خاصے سلجھے ہوئے انداز میں پوچھ رہی تھی۔

"میں سوہنی ہوں۔" اس نے بتایا تو ادھر وہ بہت مشتاق ہو گئی۔

"ہائے آپ سوہنی ہیں۔ بھائی آپ کا بہت ذکر کرتے ہیں۔ اور پتا ہے۔" اس کی بات پوری نہیں ہوئی تھی کہ جیسے اس سے ریسیور چھینا گیا تھا پھر شانی کی آواز آئی۔

"ہیلو۔"

"کیسے ہو؟" اس کی آواز میں آپ ہی آپ دھڑکنوں کی لے شامل ہو گئی تھی اور شانی کا وہی پرانا انداز تھا۔

"گاؤں کی آب و ہوا نے بہت اچھا اثر ڈالا ہے۔ بہت خوبصورت ہو گیا ہوں۔ دیکھو گی تو انگلیاں کاٹ ڈالو گی اپنی۔"

"اچھا۔" وہ ذرا سا ہنسی۔

"جھوٹ نہیں کہہ رہا۔ خیر تم بتاؤ آج کیسے میری یاد آئی؟" اس نے پوچھا تو وہ سہولت سے کہنے لگی۔

"وہ ابھی اماں نے بتایا کہ دن میں تمہارا فون آیا تھا لیکن ٹھیک سے بات نہیں ہو سکی پھر انہوں نے تمہیں فون کرنے کو کہا تو میں نے کر دیا۔"

"اماں کے کہنے سے۔ تمہیں کبھی خیال نہیں آتا میرا۔" وہ اس کی بات سے بددل ہو کر بولا۔

"آتا ہے۔" اس نے ابھی اسی قدر کہا تھا کہ وہ بول پڑا۔

"بس جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کوئی اور بات کرو۔"

"اور کیا بات؟"

"رِدوائی کا بتاؤ' معاملہ کہاں تک پہنچا۔ یار! جلدی کرو مجھے تمہاری شادی میں بھنگڑا ڈالنا ہے۔" اس نے کہا تو وہ ہنس کر بولی۔

"اب صرف تمہارے بھنگڑے کی خاطر تو میں شادی نہیں کر سکتی۔"

"کیا مطلب؟"

"میں نے رِدوائی کو ہمیشہ کے لیے خدا حافظ کہہ دیا ہے۔" اس نے کہا تو وہ احتجاجاً چیخا۔

"کیوں کیوں؟"

"تم ہی نے تو کہا تھا کہ میں خود کو غیر اہم نہ سمجھوں' اس لیے اب وہ میرے معیار پر پورا نہیں اترتا۔"

"کس لحاظ سے۔" وہ اپنے آپ خائف ہو گیا تھا۔

"ہر لحاظ سے۔ تعلیم' شکل و صورت' پرسنالٹی۔ کسی لحاظ سے بھی تو وہ اٹریکٹو نہیں ہے۔" وہ اپنا سارا دھیان اس کی طرف رکھ کر بول رہی تھی۔

"تم... ملی ہو اس سے؟" اس کی آواز مدھم ہو گئی تھی۔

"ہاں' وہ بہت اصرار کر رہا تھا پھر میں نے بھی سوچا کہ جو بھی فیصلہ کرنا ہے کر ڈالوں۔ یوں اس سے ملنے کے بعد میں نے منع کر دیا۔" وہ روانی سے جھوٹ بول رہی تھی۔

"اچھا..." وہ الجھ کر بولا۔ "مجھے یقین نہیں آیا۔"

"چلو جب تمہیں یقین آجائے تب بتا دینا پھر بات کریں گے۔ اللہ حافظ۔" اس نے فون رکھ دیا اور اس کی کیفیت سوچتے ہوئے ہنسی تھی۔

UrduPhoto.com

گر سکتی ہوں۔ اب اگر تم نے کوئی الٹی سیدھی بات کی تو کٹی کروں گی۔ سمجھیں تم۔" اس نے فون بند کر دیا۔

پھر کتنے بہت سارے دن گزر گئے' اس دوران شرمین دوبارہ آئی تھی لیکن اس سے بلال کا ذکر نہیں کیا جس سے وہ مطمئن ہو گئی لیکن اماں مطمئن نہیں تھیں بلکہ انہیں اس پر شدید غصہ تھا جو بات بے بات ظاہر بھی ہو رہا تھا۔ نہ یہ خیال کرتیں کہ وہ آفس جا رہی ہے نہ یہ احساس کہ وہ آفس سے تھکی ہاری آئی ہے۔ جو منہ میں آ آ کہہ جاتیں۔ کسی کسی وقت اس کا پھوٹ پھوٹ کر رونے کو دل چاہتا۔ اس وقت وہ بہت دل برداشتہ ہو رہی تھی۔

"میں کیا کروں۔ اگر میری شادی نہیں ہو رہی تو اس میں میرا کیا قصور اور شادی نہ ہونا کوئی گناہ' کوئی جرم تو نہیں ہے۔ اماں زبردستی مجھے مجرم بنانے پر تلی ہوئی ہیں۔ میں نہیں کروں گی شادی' کبھی نہیں۔"

وہ سوچتی ہوئی چلتی چلی جا رہی تھی۔ اسٹاپ کہیں پیچھے رہ گیا تھا۔ اسے پتا بھی نہیں چلا۔ نہ ہی ٹریفک کا شور اس پر اثر انداز ہو رہا تھا اور نہ ہی پھیلتی تاریکی کا احساس تھا۔ بس دل گرفتہ سی بس اپنے قدموں کے آگے دیکھتے ہوئے چل رہی تھی کہ اچانک ایک گاڑی نے اس کا راستہ روک لیا۔ وہ جھٹکے سے پیچھے ہٹی اور گاڑی کے بجائے ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

"ادھر ادھر نہیں' ادھر ہوں۔" اس آواز پر اس نے چونک کر دیکھا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر شانی بیٹھا اسے متوجہ کر رہا تھا۔ اس کے دیکھنے پر فوراً اس کے لیے دروازہ کھول دیا لیکن وہ حیران کھڑی تھی۔

"بھئی میں ہی ہوں شانی' میرا بھوت نہیں ہے جو ایسے [illegible] دیکھ رہی ہو۔ جلدی [illegible]" شانی نے اس کے سامنے ہاتھ لہرا کر کہا تب بھی چپ [illegible]

اس نے اطراف کا جائزہ لیا اور بیٹھ گئی۔

[illegible] خاموشی جاری رہی تو شانی نے گاڑی بڑھاتے ہوئے پوچھا۔

[illegible]

"پیدل۔" شانی نے بے پناہ حیرت کا اظہار کیا۔

"نہیں' اسٹاپ سے وین مل جاتی۔ خیر تم سناؤ کیسے ہو' کب آئے؟" اتنی دور پیدل چلنے کے بعد اس کے لہجے میں بھی تھکن اتر آئی تھی۔

"مجھے آئے تین چار دن ہو گئے ہیں۔ میں اصل میں گاڑی لینے آیا تھا۔ آج ملی ہے تو رجسٹریشن وغیرہ کروا کر اب تمہاری طرف جا رہا تھا۔ اچھا ہوا تم یہیں مل گئیں۔ چلو پہلے تمہیں پُرتکلف ریفریشمنٹ ــــ"

"نہیں نہیں۔" وہ فوراً بولی۔ "بہت دیر ہو گئی ہے۔ اماں پریشان ہو جاتی ہیں۔ بس سیدھے گھر چلو۔"

"اماں کی پریشانی کا خیال ہے تو میں انہیں فون کر دیتا ہوں۔" اس نے موبائل نکال کر اس کے گھر کا نمبر ملا دیا اور اس کی ایک نہیں سنی۔ اماں سے بات کرنے کے بعد اسے دیکھ کر مسکرایا تو وہ سر جھٹک کر بولی۔

"عجیب ہو تم۔"

"ہمیشہ تمہیں یہی گلہ رہا ہے۔ کیا کروں' بہت کوشش کرتا ہوں تمہارے جیسا بن جاؤں لیکن ــــ" اس نے کندھے اچکا کر بات پوری کی پھر کتنی دیر اس کے بولنے کا انتظار کرنے کے بعد پوچھنے لگا۔

"سنو تمہیں کیا ہوا' مجھے بدلی بدلی لگ رہی ہو؟"

"تمہیں کس لحاظ سے بدلی ہوئی لگ رہی ہوں؟" وہ الٹا اس سے پوچھنے لگی۔

"اتنی سنجیدہ تو نہیں تھیں اور ابھی تو رنجیدہ بھی لگ رہی ہو۔ کیا بات ہے؟" اس نے بیک ویو مرر میں اس پر سوالیہ نظر ڈالی۔

"میں نہ سنجیدہ ہوں' نہ رنجیدہ۔ سارا دن آفس میں مغز ماری کے بعد اب گھر جا کر ہی فریش ہو سکتی ہوں لیکن تم جس رفتار سے گاڑی چلا رہے ہو تو شاید صبح تک ہم گھر پہنچیں گے۔" اس نے کہا تو وہ اسپیڈ بڑھا کر چند منٹوں میں ایک ریسٹورنٹ کے سامنے آ رکا۔

وہ بغیر کچھ کہے اتر کر اس کے ساتھ اندر آ گئی کیونکہ جانتی تھی کہ وہ اس کی ایک نہیں سنے گا۔ مینیو بھی شانی نے اپنی مرضی سے منگوائے پھر اس کی طرف

متوجہ ہوا تب وہ پوچھنے لگی۔

"ابھی مزید رکو گے یا جلدی واپسی کا پروگرام ہے؟"

"کچھ دن رہوں گا۔ ایک دو اور کام ہیں۔ وہ کر کے جاؤں گا۔ دعا کرو میرے کام جلدی ہو جائیں۔"

"اللہ مالک ہے۔ ویسے تم گاؤں میں کیسے رہتے ہو۔ میرا مطلب ہے کراچی جیسے شہر میں رہ کر اب وہاں تمہیں عجیب سا نہیں لگتا۔" وہ اپنی ذات کو موضوع نہیں بننے دینا چاہتی تھی' اس لیے بات یوں شروع کی۔

"نہیں۔ مجھے یہاں عجیب لگتا تھا۔ اتنی افراتفری کہ سانس لینا مشکل پھر کسی کو کسی کی پروا ہی نہیں' سب اپنے آپ میں مگن۔ وہاں ایسا نہیں ہے' سب ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔ صبح گھر سے نکلو تو ہر دوسرے قدم پر کوئی نہ کوئی گلے ملتا ہے اور یہاں ہاتھ ملاتے ہوئے ڈرتے ہیں۔" آخر میں وہ ذرا سا ہنسا تھا۔

"بڑے شہروں میں ایسا ہی ہوتا ہے۔" وہ لاپروائی سے بولی تھی۔

"ہاں' سب کا اپنا مزاج ہے۔ تم اگر وہاں جاؤ تو شاید تمہیں وہاں اچھا نہ لگے۔" اس نے کہا' تب ہی ویٹر اس کا آرڈر لے کر آ گیا تو اتنے لوازمات دیکھ کر وہ پریشان ہو گئی۔

"شانی' یہ اتنا کچھ کون کھائے گا؟"

"جتنا کھا سکے باقی پیک کروا لیں گے۔ لو پہلے تو میری نئی گاڑی کی خوشی میں مٹھائی۔" اس نے مٹھائی کی پلیٹ اس کے سامنے کی تو وہ چمچے سے منہ میں رکھ کر بولی۔

"مبارک ہو۔" پھر بظاہر معصومیت سے پوچھنے لگی۔ "گاڑی سے بھی ہل چلاؤ گے؟"

"کیا' کبھی سنا بھی ہے گاڑی سے ہل چلانے کا۔" وہ اچھلا۔

"نہیں اور میں نے تو یہ بھی نہیں سنا تھا کہ ایم ایس سی پاس ہاتھوں سے ہل چلانے سے ایم ایس سی بچے پیدا ہوتے ہیں۔" وہ کہہ کر ہنسنے لگی۔

"شکر' تم ہنسیں تو۔ ورنہ میں تو سمجھ رہا تھا کوئی روگ پال لیا ہے تم نے اور اب مجھے ساری زندگی تمہاری روتی ہوئی شکل دیکھنا پڑے گی۔" اس نے گہری سانس کھینچ کر کہا تو اس کی دوسری بات پر وہ چونکی لیکن اس کا چہرہ بالکل سادہ تھا جیسے روانی میں کہہ گیا ہو۔ تب وہ نظر چرا کر بولی۔

"چلو شانی بہت دیر ہو گئی۔"

"اونہہ۔ پہلے بتاؤ' تمہیں کیا پریشانی ہے۔ تمہارے دل پر' ذہن پر کیا بوجھ ہے۔ دیکھو جھٹلانا مت۔" وہ اس کی بات بغور سن کر بہت سنجیدگی سے اس کا محاسبہ کرنے لگا۔ "ابھی سڑک کنارے تم یوں چل رہی تھیں جیسے دنیا سے دور کہیں جانا چاہتی ہو اور ایسا تب ہوتا ہے جب دل کرچی کرچی ہو رہا ہو۔ بتاؤ تمہارے ساتھ کیا ہوا ہے۔"

"کچھ نہیں' کچھ نہیں ہوا میرے ساتھ۔ پتا نہیں تمہیں ایسا کیوں لگا' ورنہ میرے دل اور ذہن پر کوئی بوجھ نہیں۔ ہاں البتہ ایک سوچ ضرور تھی۔ کہو تو بتاؤں؟" اس کے برعکس وہ ہلکے پھلکے انداز میں کہہ کر آخر میں مسکرائی بھی تھی۔

"بتاؤ۔" وہ اندر سے جھنجلایا تھا کہ وہ اس پر گرفت کرنے میں ناکام کیوں ہو جاتا ہے۔

"میں ایک پرپوزل کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ شرمین کے سسرال سے آیا ہے۔" اسے فوری طور پر یہی بات سوجھی اور وہ بے چین ہو گیا۔

"پھر کیا سوچا۔ آئی مین کس نتیجے پر پہنچی؟"

"شاید کسی نتیجے پر پہنچ جاتی لیکن درمیان میں تم آ گئے۔ اب خدا کے لیے چلو' مجھے کل آفس بھی جانا ہے۔" وہ پھر بات بدل گئی۔

"تو؟"

"تو جلدی سوؤں گی تو جلدی اٹھوں گی۔ اب میری یہی روٹین ہے۔" وہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"تم چلو' میں یہ سب پیک کروا کے آتا ہوں۔" وہ کچھ ناراضی سے بولا تو وہ جلدی آنے کا کہہ کر باہر نکل گئی۔

UrduPhoto.com

پھر واپسی کے راستے میں وہ اسے اپنے بارے میں بتانے لگا۔

"ہل چلانے والی بات میں نے مذاق میں کی تھی۔ ویسے ہماری تھوڑی بہت زمین ہے جس پر سبزیاں کاشت ہوتی ہیں اور مجھے کاشتکاری کا شوق بھی ہے لیکن ہمارا اصل بزنس کھاد اور میڈیسن کا ہے۔ ہم پورے ملک میں کھاد سپلائی کرتے ہیں اور ان شاء اللہ آئندہ دو تین سالوں میں ایکسپورٹ بھی کرنے لگیں گے اور میرے فادر کی میڈیسن فرم ہے۔ میں آج کل وہیں کام کر رہا ہوں۔"

وہ تفصیل سے بتا رہا تھا اور ایک وہی بات نہیں کہی جو وہ سننا چاہتی تھی۔

✡ ✡ ✡

شانی نے اس سے کہا تھا کہ آج وہ اسے آفس سے پک کرلے گا لیکن اس نے موقع ہی نہیں دیا اور وقت سے پہلے گھر آ گئی جس پر اماں تشویش سے پوچھنے لگیں۔

"تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا۔"

"جی اماں! آج کچھ زیادہ کام نہیں تھا اس لیے جلدی آ گئی۔" وہ اماں کو اطمینان دلا کر اپنے کمرے میں آ گئی اور ابھی چینج کرنے کے لیے کپڑے نکالے تھے کہ اماں آ کر کہنے لگیں۔

"سنو! آج دن میں شانی آیا تھا۔ بتا رہا تھا ایک دو دن میں اس کے اماں ابا بھی آنے والے ہیں۔ تمہیں اس نے کچھ بتایا کس سلسلے میں آ رہے ہیں؟"

"نہیں۔" اس نے مختصر جواب دیا تو اماں سوچتے ہوئے بولیں۔

"شاید رشتے کی بات کریں۔ [illegible] ہے جن کے ہاں وہ ٹھہرا ہے ان ہی کی کوئی لڑکی ہو۔"

[illegible] ہوئے بولیں۔

"نہیں مجھے شانی کا ارادہ [illegible]

"آپ سے کچھ کہا اس نے؟" اس [illegible] جیسے سنگ خرام جھولے میں آن گرا ہو۔

"براہ راست تو کچھ نہیں کہا۔ میں نے اس کی باتوں سے اندازہ لگایا ہے کہ اس کے ماں باپ خاص [illegible] مقصد سے آرہے ہیں۔ اب دیکھو کس کی قسمت [illegible] ہے، تمہاری یا نرمین کی۔" اماں آرام سے قسمت [illegible] الزام دے کر خود بری الذمہ ہو گئی تھیں اور اس کے لیے مزید ان کے سامنے کھڑے رہنا مشکل ہو [illegible] فوراً واش روم میں بند ہو گئی۔ پہلے کپڑے [illegible] واش بیسن کا نل پورا کھول دیا اور منہ پر چھپاکے مارنے لگی۔ خود اسے پتا نہیں تھا کہ وہ رو رہی ہے۔ آنسو پانی کے ساتھ بہہ رہے تھے پھر دونوں ہاتھوں کی شہادت کی انگلیوں سے چہرے کا پانی گراتی ہوئی واش روم سے [illegible] تو شانی بڑے آرام دہ انداز میں بیٹھا تھا۔ اسے دیکھتے ہی کہنے لگا۔

"بڑی دغاباز ہو۔ مجھے ٹائم دے کر خود بھاگ آئیں۔ پتا ہے میں آدھا گھنٹہ وہاں کھڑا رہا پھر آفس جا کر معلوم کیا تو پتا چلا تم جا چکی ہو۔ میرا انتظار نہیں کر سکتی تھیں۔"

"سوری۔ انتظار احمق لوگ کرتے ہیں۔"

"پھر تو میں دنیا کا سب سے بڑا احمق ٹھہرا۔" وہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیوں؟" اس نے بے اختیار اسے دیکھا تو وہ چونک کر پوچھنے لگا۔

"تم رو رہی تھیں؟"

"نہیں۔" اس نے کوشش سے خود کو نظریں چرانے سے روکا تھا۔

"تمہاری آنکھیں لال ہو رہی ہیں۔" شانی کو کسی دن کی بات یاد آئی اور اسے بھی۔

"آنکھوں کی لالی صرف رونے کو تو ظاہر نہیں کرتی۔ اچانک بہت زیادہ خوشی ملنے سے بھی آنکھوں میں لالی اتر آتی ہے ویسے ابھی میری آنکھوں میں صابن چلا گیا تھا۔" اس نے آخر میں بات [illegible] تو وہ اس پر نظریں جما کر بولا۔

"سنو! تمہیں چھپاتی ہو خود کو۔ مجھے یزدانی نے سب بتا دیا ہے۔"

"یزدانی!" وہ ہنسی۔

"ہاں، وہ میرے پاس آیا تھا۔ یہ بتانے کہ تم مجھے بہت مس کرتی ہو اور تم نے میری وجہ سے ہی اسے ریجیکٹ کیا ہے کیونکہ تم مجھے پسند کرتی ہو۔"

"تم..." وہ بہت کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن کسی غیر مرئی طاقت نے اس کی قوت گویائی سلب کر لی تھی۔ البتہ آنکھوں سے شرارے نکل رہے تھے جس سے وہ یہی سمجھا کہ شدید غصے کے باعث بول نہیں پا رہی۔

"غصے میں تم... خیر چھوڑو یہ تعریف بعد میں۔ پہلے میں اپنی بات پوری کروں گا۔ ہاں تو مجھے یزدانی نے سب بتا دیا جب ہی تو میں بھاگا چلا آیا۔ یہ بتانے کہ میں بھی تمہیں پسند کرتا ہوں اور اب سے نہیں بہت پہلے سے کیونکہ میری نظروں میں تم دنیا کی سب سے خوبصورت لڑکی ہو۔ تمہارے دل کے شفاف آئینے نے تمہیں وہ حسن عطا کیا ہے جس سے شاید تم بھی بے خبر ہو۔ سن رہی ہو نا۔"

وہ سن رہی تھی اور اب قوت گویائی بھی لوٹ آئی تھی لیکن قصداً خاموش تھی اور وہ پھر گویا ہوا۔

"تمہارے سامنے میں خود کو بونا محسوس کرتا ہوں لیکن میری محبت بونی نہیں ہے۔ ہزار ہا رنگ ہیں اس میں اور صرف تمہارے لیے۔ یقین نہ آئے تو میرے اندر جھانک کر دیکھو۔ دل کے ہر کونے ہر راہداری میں تمہیں اپنی پکار سنائی دے گی۔ اس سے زیادہ میں اور کیا کہوں۔"

"کچھ نہیں۔" وہ دھیرے سے بولی۔

"لیکن تم ضرور کچھ کہو۔" وہ بے تاب ہوا۔ وہ چند لمحے اسے دیکھتی رہی پھر بے بسی ظاہر کرتے ہوئے بولی۔

"نہیں شانی! میں شاید نہ کہہ سکوں یا شاید تم نہ سمجھ سکو۔ بس اتنا سن لو کہ میں اس بات سے خوش ہوں کہ مجھے محبت کی جنگ نہیں لڑنا پڑی۔"

"کیا مطلب؟" اس نے پوچھا تو وہ یوں مسکرائی جیسے تمہارے کو الٹ مطلب ہو اور وہ سمجھ کر جھنجلایا۔

"صاف لفظوں میں کیوں نہیں کہتیں کہ تم میری محبت پر ایمان لے آئی ہو اور وہ تو تمہیں لانا ہی تھا کیونکہ اس ساری دنیا میں تمہیں چاہنے والا ایک صرف میں ہی ہوں۔ دوسرا کوئی پیدا نہیں ہوا اور اگر ہو تو میں..."

"نہیں۔" اس نے اسے کمرے سے باہر دھکیل کر دروازہ بند کر لیا پھر اپنا موبائل اٹھا کر کھڑکی کے پاس آ کھڑی ہوئی اور پہلے جھانک کر اسے دیکھا وہ برآمدے میں کھڑا اماں سے جانے کیا کہہ رہا تھا۔ عادت کے مطابق نان اسٹاپ بولے جا رہا تھا تب اسے خاموش کرانے کے لیے اس نے اپنے موبائل پر یزدانی کا نمبر پش کر دیا اور اگلے پل اسے بوکھلا کر باہر بھاگتے دیکھ کر بے ساختہ ہنسی پھر موبائل کان سے لگا کر بولی۔

"تھینک یو یزدانی! آپ کی وجہ سے میں نے اپنی محبت پالی۔ وہ اسٹوپڈ لڑکا آ گیا ہے میرے لیے۔"

اس کے ساتھ ہی اس نے سیل آف کر دیا اور مسکرانے لگی۔ اس کی مسکراہٹ اس بات کی غماز تھی کہ وہ اسے کبھی نہیں بتائے گی کہ ایک رات جب اس نے یزدانی کو فون کیا تھا تو ادھر وہ نیند میں بولا تھا۔

"کون ہے یار صبح بات کرنا۔" اور اچھا ہوا وہ نیند میں تھا جب ہی تو وہ پہچان گئی تھی کہ وہ شانی ہے جو غالباً اس کے دل کا احوال جاننے کے لیے یزدانی کا روپ دھار لیتا ہے اور ابھی جب اس نے یزدانی کا نمبر پش کیا تھا تو اس کی جیب میں موبائل بجنے لگا تھا جب ہی وہ بوکھلا کر باہر بھاگا تھا کہ کہیں وہ سن نہ لے اور اس نے سنا تو نہیں بس کہہ دیا جو کہنا تھا۔

UrduPhoto.com

✿ ✿ ✿

چھٹی کا دن تھا، ناشتے کے بعد اس نے واشنگ مشین لگالی اور گھر بھر کے کپڑوں کے علاوہ چادریں اور پردے بھی اتار لیے تھے۔ اماں منع کرتی رہ گئیں۔

"ایک دن چھٹی کا ملتا ہے، آرام کرلو۔" لیکن وہ نہیں مانی کپڑوں کی دھلائی کے ساتھ ساتھ کچن بھی دیکھتی رہی تھی۔ یوں کھانا بھی وقت پر تیار ہوگیا۔ اس کے بعد وہ لمبی تان کر سوگئی تھی پھر شام سے کچھ پہلے شرمین نے اسے اٹھایا تو اس کے ہاتھ میں چائے دیکھ کر وہ فوراً اٹھ بیٹھی اور کپ لیتے ہوئے بولی۔

"یہ تم کس کام سے لگ گئیں؟"

"چائے بنانا تو کوئی کام نہیں ہے۔" شرمین نے بیٹھتے ہوئے کہا تو وہ پوچھنے لگی۔

"رہوگی یا ہمیشہ کی طرح جلدی میں آئی ہو؟"

"جلدی میں تو نہیں آئی لیکن رہوں گی بھی نہیں۔ تم سناؤ، آج بڑی دھلائیاں کرلیں۔ پردے وردے سب۔"

"ہاں، عید بھی تو آرہی ہے۔" اس نے کہہ کر چائے کا گھونٹ بھرا پھر شرمین کو گومگو کی حالت میں دیکھ کر خود ہی کہنے لگی۔ "تم پچھلی بار عدیل کے کسی رشتہ دار کا پرپوزل لائی تھیں۔ مجھے اماں نے بتایا تھا۔"

"پھر کیا سوچا تم نے؟" شرمین نے فوراً پوچھا۔

"کچھ نہیں۔ میرا مطلب ہے، سوچا تو وہاں جاتا ہے، جہاں کوئی گنجائش ہو اور میں نے تو اسی وقت اماں کو منع کردیا تھا۔ کیا اماں نے تمہیں نہیں بتایا۔" وہ بہت سکون سے بول رہی تھی۔

"میں نے اماں سے نہیں پوچھا لیکن تم نے منع کیوں کیا؟" شرمین کو اس کا صاف جواب پسند نہیں آیا تھا۔

"کیونکہ مجھے کسی رنڈوے سے شادی نہیں کرنی۔" وہ اب بھی آرام سے تھی۔

"ایک یہی عیب ہے ان میں، باقی ہر لحاظ سے بہت اچھے ہیں۔ تم ایسا کرو ایک بار انہیں دیکھ لو بلکہ میں ملوا بھی سکتی ہوں۔ اس کے بعد میں یقین سے کہہ سکتی ہوں کہ تم انکار نہیں کروگی۔" شرمین نے اسے اکسانے کی کوشش کی۔

"میں انکار کرچکی ہوں شرمین اور اب تم خوامخواہ مجھ پر وقت ضائع کرنے کی بجائے اپنے جیٹھ جی کے لیے کوئی اور لڑکی دیکھو۔" وہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی تو شرمین جزبز ہوکر بولی۔

"تم غلطی کررہی ہو۔"

"اگر تم یہ اس لیے کہہ رہی ہو کہ میں معمولی شکل و صورت کی لڑکی ہوں اور مجھے کوئی اچھا رشتہ نہیں ملے گا تو نہ ملے۔ میں کسی ایرے غیرے کو بھی قبول نہیں کروں گی۔ سمجھیں تم۔" اس نے ضبط کا دامن نہیں چھوڑا تھا۔

"وہ کوئی ایرے غیرے نہیں ہیں سوہنی!" شرمین زچ ہوئی تھی۔

"سنو۔ اگر تم پر عدیل یا اس کے گھر والوں کی طرف سے دباؤ ہے تو بتاؤ۔ میں خود عدیل سے بات کرلیتی ہوں۔" اس نے شرمین کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا تو وہ نظریں چرا کر بولی۔

"نہیں، وہ کیوں دباؤ ڈالیں گے۔ میں نے خود ہی سوچا پھر عدیل سے کہہ دیا۔"

"تو اب یہ بھی کہہ دو کہ میں نے صاف منع کردیا ہے۔" وہ شرمین کی مجبوری سمجھنے کے باوجود اپنی بات سے نہیں ہٹی۔

"تمہاری مرضی لیکن یہ سوچ لینا کہ کوئی آسمان سے اتر کر نہیں آئے گا۔" شرمین کہتی ہوئی اٹھ کر چلی گئی اور وہ تاسف سے اس کے پیچھے دیکھنے لگی۔ اسے واقعی افسوس بلکہ دکھ ہورہا تھا کہ اس کے اپنے ہی اسے غیر اہم سمجھ کر پھینک دینا چاہتے ہیں۔

"کیا صورت شکل ہی سب کچھ ہوتی ہے؟"

"کیا قسمتیں بھی صورتیں دیکھ کر لکھی جاتی ہیں۔"

"نہیں، اگر ایسا ہوتا تو سب اچھی صورتوں والے قسمت کے دھنی ہوتے۔"

"پتا نہیں دھن، دولت اور حسن کو ہی قسمت کیوں

UrduPhoto.com

سمجھ لیا گیا ہے۔ میں تو یہ سب نہیں چاہتی۔ مجھے تو محبت کی تمنا ہے، صرف محبت اور اماں، شرمین اس میں بھی ڈنڈی مارنا چاہتی ہیں کہ میں اس رنڈوے سے شادی کرلوں جس کا دل پہلے ہی خالی ہوچکا ہے اور اگر نہیں، تب بھی مرنے والی کی محبت اور یاد کو تو ضرور اس نے ایک کونے میں مقفل کردیا ہوگا اور میں بقیہ ساری زندگی وہ قفل کھولنے میں گزار دوں۔ نہیں، مجھے محبت نہیں ملتی نہ ملے۔ میں محبت کی جنگ نہیں لڑوں گی۔"

اس کا ذہن مسلسل ان ہی سوچوں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا، جب ہی وہ کوئی کام نہیں کرپارہی تھی۔ صبح اماں سے خوامخواہ الجھ پڑی تھی اور بغیر ناشتا کیے چلی آئی اور ابھی لنچ بریک میں جب اس کی کولیگ نے بلایا تو اسے بھی منع کردیا۔ حالانکہ بھوک لگ رہی تھی لیکن کچھ کھانے کو دل نہیں چاہ رہا تھا۔ عجیب سی جھنجلاہٹ اور بے بسی کا شکار تھی۔ بڑی مشکل سے کچھ ضروری کام نمٹائے پھر دو تین روز کی چھٹی لینے کا سوچ کر اسی وقت درخواست لکھنے بیٹھ گئی لیکن یہ کام بھی ادھورا رہ گیا کہ کوئی ٹیبل کے قریب آکے کہہ رہا تھا۔

"ایکسکیوزمی۔ مجھے مس سوہنی سے ملنا ہے۔"

"جی۔" اسے پوری گردن اونچی کرنا پڑی تھی۔

"آپ مس سوہنی؟" اس نے تصدیق چاہی۔

"جی!" وہ یہی سمجھی کوئی کلائنٹ ہے جب ہی بیٹھنے کا اشارہ بھی کیا۔

"تھینک یو۔" وہ بیٹھ گیا، تب کہنے لگا۔ "میرا نام بلال ہے۔ میں عدیل کا فرسٹ کزن ہوں اور آپ غالباً شرمین کی بہن۔"

"جی!" وہ یکدم ٹھٹکی تھی۔

"مجھ سے شرمین نے کہا کہ میں آپ سے مل لوں۔ اس نے یقیناً آپ کو میرے بارے میں بتایا ہوگا۔"

وہ اپنے انداز سے بے حد سلجھا ہوا اور مہذب لگ رہا تھا، جب ہی وہ مشکل میں پڑ گئی کہ ایسے شخص کو چاہنے کے باوجود فوراً "دو ٹوک جواب" نہیں دیا جاسکتا تھا جبکہ شرمین پر اسے غصہ آرہا تھا کہ اس کے منع کرنے کے باوجود اس نے اس شخص کو کیوں بھیجا۔

"جی شاید بتایا تو تھا۔" وہ بالکل نہیں سمجھ پارہی تھی کہ اسے کیا رویہ رکھنا چاہیے۔

"مزید کچھ جاننا چاہیں تو آپ براہ راست مجھ سے میرے بارے میں پوچھ سکتی ہیں۔" اس نے کہا تو وہ جز بز سی ہوکر بولی۔

"نہیں، مجھے شرمین نے سب بتادیا ہے۔"

"پھر کیا سوچا آپ نے۔ اوہ سوری، شرمین کہہ رہی تھیں کہ آپ مجھ سے ملنے کے بعد ہی کوئی فیصلہ کرسکیں گی۔ تو میں کب تک امید رکھوں۔ آئی مین آپ کو سوچنے اور فیصلہ کرنے میں کتنا وقت لگے گا؟"

"زیادہ نہیں۔ میں شرمین کو بتادوں گی۔" اس نے اپنے اندر اٹھتے جوار بھاٹے پر بمشکل قابو پایا تھا۔

"اوکے۔ مجھے اجازت۔" اس کا پُر تکلف انداز زیر کرنے والا تھا، وہ بس دیکھتی رہ گئی۔ اس کے اٹھنے سے جانے تک اسے خبر ہی نہیں ہوئی۔ شرمین نے ٹھیک کہا تھا کہ ایک صرف رنڈوے ہونے کا عیب ہے، باقی ہر لحاظ سے بہت اٹریکٹو ہیں پھر اسے یقین تھا کہ دیکھنے کے بعد وہ انکار نہیں کرے گی، جب ہی اس کے منع کرنے کے باوجود بھی اس نے بلال کو بھیج دیا تھا۔

"عجیب پاگل لڑکی ہے۔" وہ اچانک جھنجلا گئی اور اسی وقت شرمین کو فون کر ڈالا پھر اس کی آواز سنتے ہی بغیر سلام دعا کے شروع ہوگئی۔

"تم نے بہت غلط حرکت کی ہے شرمین! جب میں تمہارے جیٹھ کے لیے منع کرچکی تھی تو پھر تم نے ان سے غلط بیانی کیوں کی۔ یہ کیوں کہا کہ میں ان سے ملنے کے بعد فیصلہ کرسکتی ہوں۔ فیصلہ تو اسی وقت ہوگیا تھا۔"

"تو کیا بلال بھائی آئے تھے تمہارے پاس؟" شرمین پر اس کے بگڑنے کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ الٹا شوق سے پوچھا تو وہ اور چڑ گئی۔

"ہاں، آئے تھے اور میں نے بے عزت کرکے بھگا دیا ہے انہیں۔"

"ہائے، نہیں سوہنی! تم ایسا نہیں کرسکتیں۔" شرمین ڈر گئی۔

UrduPhoto.com